عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۶ | ۹ تا ۲۳/ ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ مطابق یکم تا ۱۵/ جنوری ۲۰۰۷ء | شمارہ: ۱/۲

قیمت: ۷ روپے

قربانی کی حقیقت

احکامِ عیدالاضحیٰ

عیدِ قرباں کا پیغام

قربانی سے متعلق ہدایات

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

نمازِ عید کی نیت:

س:...... نمازِ عید کی نیت کس طرح کی جاتی ہے؟

ج:...... نمازِ عید کی نیت اس طرح کی جاتی ہے کہ میں دو رکعت نمازِ عید الفطر یا عید الاضحیٰ واجب مع تکبیرات زائد کی نیت کرتا ہوں۔

قبولیت کا دن کس ملک کی عید کا ہوگا؟

س:...... مسئلہ یہ ہے کہ چونکہ کرۂ ارض پر عید مختلف دنوں میں ہوتی ہے جیسا کہ ہر سال سعودی عرب میں عید ایک یا دو دن پہلے ہوتی ہے' اس لئے آپ مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ قبولیت کا دن کس ملک کی عید پر ہوگا؟

ج:...... جس ملک میں جس دن عید ہوگی' اس دن وہاں اس کی برکات بھی حاصل ہوں گی۔ جس طرح جہاں فجر کا وقت ہوگا' وہاں اس وقت کی برکات بھی ہوں گی اور نمازِ فجر بھی فرض ہوگی۔

بیرونِ ملک سے آنے والا عید کب کرے؟

س:...... بکر بیرونِ ملک سے واپس پاکستان آیا۔ اس ملک میں روزہ پاکستان سے پہلے رکھا گیا تھا' اب جبکہ پاکستان میں ابھی روزے باقی ہوں گے تو اس کے ۳۰ روزے ہو جائیں گے' اب وہ اس ملک کے مطابق عید کرے گا جہاں سے آیا ہے یا کہ پاکستان کے مطابق؟ یہ بھی واضح کریں کہ بکر نے بیرونِ ملک کے مطابق روزہ رکھا' جس دن وہاں عید ہوگی اس دن وہ روزہ رکھ سکتا ہے یا کہ نہیں؟ وہ روزے جو زیادہ ہو جائیں گے وہ کس حساب میں شمار ہوں گے؟

ج:...... عید تو وہ جس ملک (مثلاً پاکستان) میں موجود ہے' اسی کے مطابق کرے گا' مگر چونکہ اس کے روزے پورے ہو چکے ہیں' اس لئے یہاں آکر جو زائد روزے رکھے گا وہ نفلی شمار ہوں گے۔

عید کی نماز میں اگر امام سے غلطی ہو جائے تو کیا کرے؟

س:...... اگر عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز پڑھاتے ہوئے امام سے کوئی غلطی ہو جائے تو نماز دوبارہ لوٹائی جائے گی یا سجدہ سہو کیا جائے گا؟

ج:...... اگر غلطی ایسی ہو جس سے نماز فاسد نہیں ہوتی تو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں اور فقہاً نے لکھا ہے کہ عیدین میں اگر مجمع زیادہ ہو تو سجدہ سہو نہ کیا جائے کہ اس سے نماز میں گڑبڑ ہوگی۔

اگر عید کی نماز میں تکبیریں بھول جائیں تو؟

س:...... عید کی نماز میں اگر امام نے بھول کر چھ تکبیروں سے زیادہ یا کم تکبیریں کہیں' اور اس کا بعد میں احساس ہوا تو کیا نماز توڑ دینی چاہئے یا جاری رکھنی چاہئے؟

ج:...... نماز کے آخر میں سجدہ سہو کر لیا جائے۔ بشرطیکہ پیچھے مقتدیوں کو معلوم ہو سکے کہ سجدہ سہو ہو رہا ہے' اور اگر مجمع زیادہ ہونے کی وجہ سے گڑبڑ کا اندیشہ ہو تو سجدہ سہو بھی چھوڑ دیا جائے۔

نمازِ عید پر خطبہ' دعا اور معانقہ:

س:...... اگر کوئی امام عید کی نماز کے بعد خطبہ پڑھنا بھول جائے یا نہ پڑھے تو کیا عید کی نماز ہو جائے گی؟ اگر ہو جائے گی تو خطبہ چھوڑنے کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج:...... عید کا خطبہ سنت ہے۔ اس لئے عید خلافِ سنت ہوئی۔

س:...... عید کی نماز میں خطبہ پڑھنے کا صحیح وقت کون سا ہے؟ اس طرح دعا عید کی نماز کے بعد مانگی جائے یا خطبہ کے بعد کرنی چاہئے؟

ج:...... عید کا خطبہ نماز کے بعد ہوتا ہے۔ دعا بعض حضرات نماز کے بعد کرتے ہیں اور بعض خطبہ کے بعد' دونوں کی گنجائش ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم' صحابہ کرامؓ اور فقہاءؒ سے اس سلسلہ میں کچھ منقول نہیں۔

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم
مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی
مدیر
مولانا اللہ وسایا

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد:۲۶ شمارہ:۱/۲ ۹ تا ۲۳/ذوالحجہ ۱۴۲۷ھ مطابق یکم تا ۱۵/جنوری ۲۰۰۷ء

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری
علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
صاحبزادہ سید محمد سلمان بنوری — مولانا بشیر احمد
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی — مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا — کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ • منظور احمد میو ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

ہفت روزہ ختم نبوت کی چھبیسویں جلد کا آغاز!	اداریہ	۴
احکام عید الاضحیٰ	حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ	۶
قربانی کی حقیقت	مولانا محمد اسحق صدیقی	۹
وجوب قربانی	مولانا سعید احمد جلال پوری	۱۳
عید قرباں کا پیغام	مولانا اسرار الحق قاسمی	۱۷
قربانی سے متعلق ہدایات	مولانا عمران اللہ قاسمی	۱۹
قادیانیت کا مکروہ چہرہ!	مولانا سعید احمد جلال پوری	۲۲
خبروں پر ایک نظر		۲۶

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات،
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور
اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35,Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.k.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۸۳۴۸۶-۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori.Bagh Road, Multan
Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road.Karachi.
Ph: 2780337 Fax: 2780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ بسم اللہ الرحمن الرحیم حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب

ہفت روزہ ختم نبوت کی چھبیسویں جلد کا آغاز!

اس شمارہ سے ہفت روزہ ختم نبوت کراچی ۲۵ سال پورے کر کے چھبیسویں سال میں قدم رکھ رہا ہے۔ اس پر تمام قارئین اور جماعتی رفقاء کو اللہ رب العزت کا بے حد وحساب شکرادا کرنا چاہئے کہ جس ذات باری تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے پچیس سال تسلسل کے ساتھ اس دینی وجماعتی جریدہ کو چلانے کی توفیق سے سرفراز فرمایا۔

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی کا آغاز ۲۹ مئی ۱۹۸۲ء سے کیا تھا۔ ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر (ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر قادیانی گماشتوں نے (قادیانی جماعت کے تیسرے چیف گرو مرزا ناصر کی ہدایات پر مرزا طاہر کی قیادت میں جو بعد میں قادیانی جماعت کا چوتھا لاٹ پادری مقرر ہوا) ملتان نشتر میڈیکل کالج کے نہتے طلباء پر خونی حملہ کیا۔ جس کے ردعمل میں تحریک چلی اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے دن قادیانیوں کو متفقہ طور پر پارلیمنٹ نے غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اس ۲۹ مئی کی مناسبت سے ۲۹ مئی ۱۹۸۲ء کو دینی جریدہ ختم نبوت کا آغاز کیا گیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ عدالتی مقدمات اور تحریر وتقریر کے ذریعہ مولانا کرم الدین ساکن بھیں ضلع چکوال نے معرکے منعقد کئے اور پنجاب کے جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کو اس کی زندگی میں زچ کیا۔ اس مناسبت سے حضرت مولانا کرم الدین بھیںؒ کے جانشین اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ کو بلا کر جامع مسجد محمدیہ ریلوے اسٹیشن چناب نگر (ربوہ) پر اس دینی جریدہ کا افتتاح کیا گیا۔

پہلے شمارہ پر مجلس ادارت کے لئے جن اکابر کے نام دیئے گئے ان میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی کے مہتمم اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے موجودہ مہتمم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ، حضرت مولانا بدیع الزمانؒ، حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ شامل تھے۔

ان تمام حضرات کے ہاتھوں جو پودا لگایا گیا آج اس کا فیض چہار دانگ عالم میں جاری وساری ہے۔ روز اول کی مجلس ادارت کے تمام ارکان (سوائے حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ کے اللہ تعالیٰ ان کو لمبی صحت والی زندگی نصیب فرمائیں اور ان کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھیں) اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے ہیں۔

آج ۲۶ ویں سال میں قدم رکھتے ہوئے ہمارا فرض بنتا ہے کہ ان سب حضرات کے لئے دعا کریں کہ اس کار خیر کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائیں اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔

ہمارے مخادیم حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ، حضرت مولانا نذیر احمد تونسویؒ نے اپنے اپنے دور میں اس دینی جریدہ کی توسیع وترقی کے لئے جس طرح سعی بلیغ کی اس پر وہ ہم سب کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔ سب سے پہلے ایڈیٹر محترم عبدالرحمٰن باوا اور منیجر مولانا علی اصغر چشتی تھے۔ مقدم الذکر نے اپنی راہ جدا فرمالی اور ثانی الذکر اس وقت علامہ اقبال یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ تمام حضرات جس حال میں ہیں اللہ تعالیٰ انہیں مزید ترقیات سے سرفراز فرمائیں۔ وہ بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔

اس جریدہ کے روز اول سے حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم سرپرست ہیں۔ اس کی تعمیر وترقی آپ کی سرپرستی ودعاؤں کا ہی ثمرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تادیر لمبی صحت والی زندگی نصیب فرمائیں۔

اس وقت ۲۶ ویں جلد کے آغاز پر اس کے نظم کو چلانے کے لئے جن حضرات کے اسماء گرامی سب ٹائٹل پر دیئے گئے ہیں وہ یہ ہیں۔ سرپرست خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم، حضرت اقدس مولانا سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم، مدیر اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، نائب مدیر اعلیٰ حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی اور مجلس ادارت میں حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری، حضرت مولانا احمد میاں حمادی، حضرت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، حضرت مولانا سید سلیمان بنوری، حضرت مولانا بشیر احمد، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حضرت مولانا قاضی احسان احمد، سرکولیشن منیجر جناب محمد انور رانا، قانونی مشیر جناب حشمت علی ایڈووکیٹ و جناب منظور احمد میو ایڈووکیٹ، کمپوزر جناب محمد فیصل عرفان۔

جب اس پرچہ کا آغاز ہوا تھا تب کراچی مجلس کے امیر حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ تھے۔ آج کراچی مجلس کے امیر حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری ہیں۔ تب کراچی مجلس کے مبلغ حضرت مولانا منظور احمد الحسینیؒ تھے۔ آج حضرت مولانا قاضی احسان احمد ہیں۔ تب پرچہ کے سرکولیشن منیجر حضرت مولانا اصغر علی چشتی تھے۔ آج محترم جناب محمد انور رانا ہیں۔ تب ہفت روزہ میں ادارتی تمام تر ذمہ داریوں کو گوشہ گم نامی میں رہ کر حضرت مولانا حافظ محمد حنیف ندیم سہارنپوریؒ نے سرانجام دیا۔ آج کل اسی طرح محترم جناب سید اطہر عظیم انجام دے رہے ہیں۔ چراغ سے چراغ جلتا رہا۔ یہ دینی جریدہ اپنی شاہراہ پر سوئے منزل رواں دواں رہا۔

آج پچیس سال مکمل ہونے پر گزشتہ پچیس سال کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے سر سجدہ ریز ہو جاتے ہیں کہ محض توفیق ایزدی سے اس راستہ کو طے کیا۔ اس شاہراہ کے تمام مسافر اور اس جریدہ کے تمام ناخدا ہم سب کی طرف سے مبارکباد اور شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے خون جگر سے اس دیپ کو جلائے رکھا۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اس پرچہ کی روح و جان تھے۔ آج ان کے علمی جانشین حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ ان کا حق نیابت ادا کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ، حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ کے جانشین خصوصاً حضرت مولانا عزیز الرحمن رحمانی، حضرت مولانا محمد یحییٰ لدھیانوی، حضرت مولانا محمد طیب لدھیانوی، حضرت مولانا محمد سعید لدھیانوی، حضرت مولانا مفتی تقی الدین شامزئی، حضرت مولانا مفتی محمد بن حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ سے ہماری استدعا ہے کہ اس پرچہ کی سرپرستی اور تعمیر و ترقی کے لئے بھرپور صلاحیتوں سے اس پر توجہ رکھیں کہ یہ آپ کے بزرگوں کی یادگار ہے۔ موجودہ یہ تمام حضرات ہمارے لئے اصل سرمایہ ہیں۔ انہوں نے ہی آگے کام کو چلانا ہے۔

اس دینی جریدہ کے تمام قارئین، ایجنسی ہولڈر، خریدار، جماعتی رفقاء، بہی خواہاں کو اس موقعہ پر جہاں مسلسل پچیس سالہ جدوجہد پر مبارکباد پیش کرتے ہیں وہاں دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں کہ ہم رہیں یا نہ رہیں خدا کرے اس پرچہ کی اشاعت جاری رہے۔ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور قادیانیت کا تعاقب ہوتا رہے۔ دین حق کی شمع فروزاں رہے اور اس کی ضیاء پاشیوں سے عالم منور ہوتا رہے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز!

چھبیسویں سال کے آغاز پر نئے عزم و ولولہ کے ساتھ اپنے سفر کی طرف گامزن رہنے پر ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق و عنایت کے خواہاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ گزشتہ محنت کو قبول فرمائیں اور آئندہ کے لئے اخلاص بھری محنت کی بھرپور توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین ۔ ثم آمین ۔ بحرمة النبی الکریم!

☆☆..........☆☆

احکام عید الاضحی

حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ

عشرۂ ذی الحجہ کے فضائل:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لئے عشرۂ ذی الحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں' ان میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات میں عبادت کرنا شب قدر کے برابر ہے۔(ترمذی وابن ماجہ)

قرآن مجید کی سورۂ والفجر میں اللہ تعالیٰ نے دس راتوں کی قسم کھائی ہے' وہ دس راتیں جمہور کے قول میں یہی عشرہ ذی الحجہ کی راتیں ہیں' خصوصاً نویں تاریخ یعنی عرفہ کا دن اور عرفہ اور عید کی درمیانی رات ان تمام ایام میں بھی خاص فضیلت رکھتے ہیں۔ عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھنا ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کا کفارہ ہے اور عید کی رات میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہنا بہت بڑی فضیلت اور ثواب کا موجب ہے۔

تکبیر تشریق:

"اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد"

عرفہ یعنی نویں تاریخ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز کے بعد بآواز بلند ایک مرتبہ یہ تکبیر پڑھنا واجب ہے' فتویٰ اس پر ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے والے اور تنہا نماز پڑھنے والے اس میں برابر ہیں' اسی طرح مرد و عورت دونوں پر واجب ہے' البتہ عورت بآواز بلند تکبیر نہ کہے۔(شامی)

تنبیہ:

اس تکبیر کا متوسط بلند آواز سے کہنا ضروری ہے' بہت سے لوگ اس میں غفلت کرتے ہیں' پڑھتے ہی نہیں یا آہستہ پڑھ لیتے ہیں' اس کی اصلاح ضروری ہے۔

اعمال مسنونہ:

عیدالاضحیٰ کے روز یہ چیزیں مسنون ہیں:

صبح کو سویرے اٹھنا' غسل و مسواک کرنا' پاک صاف عمدہ کپڑے جو اپنے پاس ہوں پہننا' خوشبو لگانا عید کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا' عیدگاہ کو جاتے ہوئے تکبیر مذکورہ الصدر بآواز بلند کہنا۔

قربانی:

قربانی ایک اہم عبادت اور شعائر اسلام میں سے ہے' زمانہ جاہلیت میں بھی اس کو عبادت سمجھا جاتا تھا' مگر بتوں کے نام پر قربانی کرتے تھے' اسی طرح آج تک بھی دوسرے مذاہب میں قربانی مذہبی رسم کے طور پر ادا کی جاتی ہے' بتوں کے نام پر یا مسیح کے نام پر قربانی کرتے ہیں۔ سورۂ کوثر "انا اعطینک الکوثر" میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ جس طرح نماز اللہ کے سوا کسی کی نہیں ہو سکتی' قربانی بھی اسی کے نام پر ہونی چاہئے "فصل لربک وانحر" کا یہی مفہوم ہے' دوسری ایک آیت میں اسی مفہوم کو دوسرے عنوان سے اس طرح بیان فرمایا ہے: "ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین." (تفسیر ابن کثیر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد ہجرت دس سال مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا' ہر سال برابر قربانی کرتے تھے۔(ترمذی)

جس سے معلوم ہوا کہ قربانی صرف مکہ مکرمہ کے لئے مخصوص نہیں' ہر شخص پر ہر شہر میں بعد تحقیق شرائط واجب ہے' اور مسلمانوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے' اسی لئے جمہور اسلام کے نزدیک قربانی واجب ہے۔(شامی)

قربانی کس پر واجب ہوتی ہے؟

قربانی ہر مسلمان عاقل' بالغ' مقیم پر واجب ہوتی ہے' جس کی ملک میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجات اصلیہ سے زائد موجود ہو' یہ مال خواہ سونا' چاندی یا اس کے زیورات ہوں یا مال تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ مکان سے زائد کوئی مکان وغیرہ ہو۔(شامی)

قربانی کے معاملہ میں اس مال پر سال بھر گزرنا بھی شرط نہیں' بچہ اور مجنون کی ملک میں اگر اتنا مال ہو بھی تو اس پر یا اس کی طرف سے اس کے

ولی پر قربانی واجب نہیں' اسی طرح جو شخص شرعی قاعدے کے موافق مسافر ہو اس پر بھی قربانی لازم نہیں۔ (شامی)

مسئلہ: جس شخص پر قربانی واجب نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس کی قربانی واجب ہوگئی۔ (شامی)

قربانی کے دن:

قربانی کی عبادت صرف تین دن کے ساتھ مخصوص ہے' دوسرے دنوں میں قربانی کی کوئی عبادت نہیں' قربانی کے دن ذی الحجہ کی دسویں' گیارہویں' بارہویں تاریخیں ہیں' اس میں جب چاہے قربانی کرسکتا ہے' البتہ پہلے دن کرنا افضل ہے۔

قربانی کے بدلہ میں صدقہ وخیرات:

اگر قربانی کے دن گزر گئے' ناواقفیت یا غفلت یا کسی عذر سے قربانی نہ کرسکا تو قربانی کی قیمت فقراء مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے' لیکن قربانی کے تین دنوں میں جانور کی قیمت صدقہ کردینے سے یہ واجب ادا نہ ہوگا' ہمیشہ گناہگار رہے گا' کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے' جیسے نماز پڑھنے سے روزہ اور روزہ رکھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی' زکوٰۃ ادا کرنے سے حج ادا نہیں ہوتا' ایسے ہی صدقہ خیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور تعامل اور پھر اتفاق صحابہ کرامؓ اس پر شاہد ہیں۔

قربانی کا وقت:

جن بستیوں یا شہروں میں نماز جمعہ وعیدین جائز ہے وہاں نماز عید سے پہلے قربانی جائز نہیں' اگر کسی نے نماز عید سے پہلے قربانی کردی تو اس پر دوبارہ قربانی لازم ہے۔ البتہ چھوٹے گاؤں جہاں جمعہ وعیدین کی نمازیں نہیں ہوتیں' یہ لوگ دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد قربانی کرسکتے ہیں' ایسے ہی کسی عذر کی وجہ سے نماز عید پہلے دن نہ ہوسکے تو نماز عید کا وقت گزر جانے کے بعد قربانی درست ہے۔ (درمختار)

مسئلہ: قربانی رات کو بھی جائز ہے مگر بہتر نہیں۔ (شامی)

قربانی کے جانور:

بکرا' دنبہ' بھیڑ ایک ہی شخص کی طرف سے قربان کیا جاسکتا ہے' گائے' بیل' بھینس' اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے ایک کافی ہے' بشرطیکہ سب کی نیت ثواب کی ہو' کسی کی نیت محض گوشت کھانے کی نہ ہو۔

مسئلہ: بکرا' بکری ایک سال کا پورا ہونا ضروری ہے' بھیڑ اور دنبہ اگر اتنا فربہ اور تیار ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو وہ بھی جائز ہے' گائے' بیل' بھینس دو سال کی' اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے' ان عمروں سے کم کے جانور قربانی کے لئے کافی نہیں۔

مسئلہ: اگر جانوروں کا فروخت کرنے والا پوری عمر بتاتا ہے اور ظاہری حالات سے اس کے بیان کی تکذیب نہیں ہوتی تو اس پر اعتماد کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: جس جانور کے سینگ پیدائشی طور پر نہ ہوں یا بیچ میں سے ٹوٹ گیا ہو اس کی قربانی درست ہے' ہاں سینگ جڑ سے اکھڑ گیا ہو جس کا اثر دماغ پر ہونا لازم ہے تو اس کی قربانی درست نہیں۔ (شامی)

مسئلہ: خصی (بدھیا) بکرے کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے۔ (شامی)

مسئلہ: اندھے' کانے' لنگڑے جانور کی قربانی درست نہیں' اسی طرح ایسا مریض اور لاغر جانور جو قربانی کی جگہ تک اپنے پیروں پر نہ جاسکے تو اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔

مسئلہ: جس جانور کا تہائی سے زیادہ کان یا دم کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔ (شامی)

مسئلہ: جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں' اس کی قربانی جائز نہیں۔ (شامی' درمختار)

اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر بالکل نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ: اگر جانور صحیح سالم خریدا تھا' پھر اس میں کوئی عیب مانع قربانی پیدا ہوگیا تو اگر خریدنے والا غنی صاحب نصاب نہیں ہے تو اس کے لئے اسی عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے اور اگر یہ شخص غنی صاحب نصاب ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس جانور کے بدلے دوسرے جانور کی قربانی کرے۔ (درمختار وغیرہ)

قربانی کا مسنون طریقہ:

اپنی قربانی کو خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے' اگر خود ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کراسکتا ہے مگر ذبح کے وقت وہاں خود بھی حاضر رہنا افضل ہے۔

مسئلہ: قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے' زبان سے کہنا ضروری نہیں' البتہ ذبح کرنے کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنا ضروری ہے' سنت ہے کہ جب جانور ذبح کرنے کے لئے روبقبلہ لٹائے تو یہ دعا پڑھے:

"انی وجهت وجهي للذي فطر السموت والارض حنيفاً وما انا من المشركين ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العلمين."

اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے:

"اللھم تقبله منی کما تقبلت
من حبیبک محمد و خلیلک
ابراھیم علیھما السلام۔"

آداب قربانی:

قربانی کے جانور کو چند روز پہلے سے پالنا افضل ہے۔

مسئلہ: قربانی کے جانور کا دودھ نکالنا یا اس کے بال کاٹنا جائز نہیں' اگر کسی نے ایسا کرلیا تو دودھ اور بال یا ان کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ (بدائع)

مسئلہ: قربانی سے پہلے چھری کو خوب تیز کرلے اور ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے اور ذبح کے بعد کھال اتارنے اور گوشت کے ٹکڑے کرنے میں جلدی نہ کرے' جب تک کہ پوری طرح جانور ٹھنڈا نہ ہوجائے۔ (بدائع)

متفرق مسائل:

(شہر میں) عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا جائز نہیں' لیکن جس شہر میں کئی جگہ نماز عید ہوتی ہو تو شہر میں کسی ایک جگہ بھی نماز عید ہوگئی تو پورے شہر میں قربانی جائز ہوجاتی ہے۔ (بدائع)

مسئلہ: قربانی کے جانور کے اگر ذبح سے پہلے بچہ پیدا ہوگیا یا ذبح کے وقت اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکل آیا تو اس کو بھی ذبح کردینا چاہئے۔ (بدائع)

مسئلہ: جس شخص پر قربانی واجب تھی' اگر اس نے قربانی کا جانور خریدلیا' پھر وہ گم ہوگیا یا چوری ہوگیا تو واجب ہے کہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے اگر دوسری قربانی کرنے کے بعد پہلا جانور مل جائے تو بہتر یہ ہے کہ اس کی بھی قربانی کردے' لیکن اس پر قربانی واجب نہ تھی' نفلی طور پر اس نے قربانی کے لئے جانور خریدلیا' پھر وہ مرگیا یا گم ہوگیا تو اس کے ذمہ دوسری قربانی واجب نہیں' ہاں اگر گمشدہ جانور قربانی کے دنوں میں مل جائے' تو اس کی قربانی کرنا واجب ہے اور ایام قربانی کے بعد ملے تو اس جانور یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ (بدائع)

قربانی کا گوشت:

۱:...... جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو گوشت وزن کرکے تقسیم کیا جائے' اندازہ سے تقسیم نہ کریں۔

۲:...... افضل ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصے کرکے ایک حصہ اپنے اہل وعیال کے لئے رکھے' ایک حصہ احباب واعزہ میں تقسیم کرے' ایک حصہ فقراء ومساکین میں تقسیم کرے اور جس شخص کا عیال زیادہ ہو وہ تمام گوشت خود بھی رکھ سکتا ہے۔

۳:...... قربانی کا گوشت فروخت کرنا حرام ہے۔

۴:...... ذبح کرنے والے کی اُجرت میں گوشت یا کھال دینا جائز نہیں' اُجرت علیحدہ دینی چاہئے۔

قربانی کی کھال:

۱:...... قربانی کی کھال کو اپنے استعمال میں لانا مثلاً مصلیٰ بنالیا جائے' یا چمڑے کی کوئی چیز ڈول وغیرہ بنالیا جائے' یہ جائز ہے لیکن اگر اس کو فروخت کیا تو اس کی قیمت اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں' بلکہ اس کا صدقہ کرنا واجب ہے اور قربانی کی کھال کو فروخت کرنا بدوں صدقہ کے بھی جائز نہیں۔ (عالمگیری)

۲:...... قربانی کی کھال کسی خدمت کے معاوضے میں دینا جائز نہیں' اس لئے مسجد کے موذن یا امام وغیرہ کے حق الخدمت کے طور پر ان کو کھال دینا درست نہیں۔

۳:...... مدارس اسلامیہ کے غریب اور نادار طلباً ان کھالوں کا بہترین مصرف ہیں کہ اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور احیائے علم دین کی خدمت بھی' مگر مدرسین وملازمین کی تنخواہ اس سے دینا جائز نہیں' (یہی مسئلہ دیگر دینی تنظیموں اور اداروں کے بارے میں بھی ہے)۔

☆☆......☆☆

تذکرۂ شاہِ امم

سیّد شمس وارثی

ہر ایک صحیفے میں ثنا جس کی رقم ہے
وہ ختم رسلؐ ناز عرب فخر عجم ہے

جو فقر تھا کردار نبوت میں نمایاں
اس فقر پہ قربان زمانے کا حشم ہے

کیا کیف فزا ہے غم سرکار مدینہ
صد شکر کہ حاصل مجھے یہ لذت غم ہے

تخلیق دو عالم کا سبب ذات گرامی
معبود حقیقی کا یہ بندوں پہ کرم ہے

وہ آنکھ ہے جس آنکھ میں روضے کی ضیا ہے
وہ دل ہے کہ جس دل میں تمنائے حرم ہے

پھر مجھ پہ ہوا فضل خدائے ازل کا
پھر لب پہ مرے تذکرۂ شاہِ امم ہے

جس در سے گداؤں کو بھی مل جاتی ہے شاہی
اس در کے تصور میں جبین عرش کی خم ہے

قربانی کی حقیقت

مولانا محمد اسحق صدیقی

پورے سال میں دو دن ایسے ہیں جن میں ہماری مقدس شریعت نے امت مسلمہ کو اجتماعی طور پر اظہار مسرت کی اجازت نہیں بلکہ حکم دیا ہے۔ آپ کا جی چاہے تو ان دونوں مواقع کے لئے چلتا ہوا لفظ ''تہوار'' استعمال کر لیجئے لیکن سچ پوچھئے تو یہ لفظ ہماری عید کے شایان شان نہیں ہے دوسری ملتوں میں تہوار کے نام سے جو کچھ ہوتا ہے' اسے اسلامی عید کی پاکیزگی لطافت ونفاست کے ساتھ کیسی نسبت ہے؟ اس پہلو پر نظر کیجئے تو یہ لفظ عید کے لئے ''گالی نما'' ضرور معلوم ہوتا ہے۔

ہماری دونوں عیدوں میں اظہار مسرت تو ضرور ہوتا ہے مگر بہت لطیف قسم کا جسے مادیت کی کثافت میں ملوث نفوس سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں عیدالفطر کے موقع پر بارگاہ الٰہی میں اس قرب پر اظہار مسرت کیا جاتا ہے جو خواہشوں اور لذتوں کی قربانی کرنے سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ صوم رمضان خواہشوں اور لذتوں کی قربانی کا نام ہے' اس میں اظہار مسرت کا طریقہ حسب استطاعت اچھے لباس میں نماز پڑھنا ہے' عید قربان میں اس پر مزید اضافہ صاحبان نصاب کے لئے ''قربانی'' کا بھی ہے۔

قربانی عیدالاضحیٰ کو عیدالفطر سے ممتاز کرتی ہے اس کے متعلق اتنا تو سب کو معلوم ہے کہ: ''سنت ابراہیمی'' ہے لیکن اس پہلو پر بہت کم لوگوں کی نظر جاتی ہے کہ یہ ایک مخصوص طرز کی عبادت ہے اور عبادت الٰہی کا یہ طریقہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے ہی چلا آ رہا ہے' قرآن مبین میں ہابیل و قابیل کا واقعہ بیان فرمایا گیا اور ان دونوں کے درمیان فساد کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے:

''جبکہ دونوں نے قربانی کی تو ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی نہیں قبول ہوئی۔''

یہ دونوں حضرت آدمؑ کے بلاواسطہ فرزند تھے اور واقعہ بھی ان کی حیات میں پیش آیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریق عبادت نوع انسانی کے وجود کے ساتھ ہی وجود میں آ گیا تھا۔ لفظ ''قربا'' جو اردو میں قربانی بن گیا لغت میں قریب ہونے کے معنی میں ہے۔ مطلب یہ ہوتا ہے کہ بندہ اس طریقہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرتا ہے اور اپنی انتہائی پستی وذلت کے اظہار کے ساتھ جس کام سے اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا مقصود ہو وہ عبادت ہے' بندہ ایک جان کو جو اس کے مال ہی میں شامل ہوتی ہے اپنے رب کی خوشنودی کے لئے قربان کر کے حق تعالیٰ کے سامنے اپنی انتہائی پستی اور اپنے تذلل کا اظہار کرتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ قربانی عبادت ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس طریق عبادت میں امتیازی خصوصیت کیا ہے اور اس کی حکمت اور اس کا راز کیا ہے؟

قربانی کے اس پہلو پر غور سے بے بہا نکتے ہاتھ لگتے ہیں جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

۱:...... صلوٰۃ کی خصوصیت اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی یاد ہے یہ محبت وطاعت کا مجموعی مظاہرہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔''

صوم کی خصوصیت مجاہدہ وتقویٰ ہے' بندہ اپنی خواہشوں کو رضائے الٰہی کے لئے پامال کرتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے' تاکہ تم متقی ہو جاؤ۔'' (سورۂ بقرہ)

اسی طرح زکوٰۃ جذبہ حب مال کی پامالی و تعدیل کا ذریعہ ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔

قربانی کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے جذبہ حب مال کے ساتھ جذبہ حب نفس وحب حیات کی تعدیل و اصلاح بھی ہوتی ہے قربانی کا جانور قربانی کرنے والے کا مال ہے وہ جب ذبح ہوتا ہے تو اس کے مال کا نقصان ہوتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہوتا ہے' اس لئے زکوٰۃ کی طرح اس سے بھی حب مال میں کمی واقع ہوتی ہے۔

اسی کے ساتھ ساتھ وہ ایک زندہ حیوان ہے جس کی جان محض رضائے الٰہی کے لئے لی جاتی ہے اس سے نفس پر اثر یہ ہوتا ہے کہ جب رضائے الٰہی کے لئے ایک حیوان کی جان لے لینا بارگاہ الٰہی میں قرب اور آخرت کا سبب بنتا ہے تو خود اپنی جان اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے حکم الٰہی پر قربان کر دینا کس قدر قرب وثواب اور ترقی و درجات کا سبب ہوگا؟ یہ اثر حب نفس یعنی اپنی جان کی محبت کو کم اور اسے اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے جذبہ کو ترقی دیتا ہے۔

۲:...... امثال ونظائر سے متاثر ہونا انسان کا فطری خاصہ ہے خصوصیت کے ساتھ جب اس کے ساتھ کوئی خاص ربط وتعلق بھی ہو۔ انسان' انسان کے حالات سے تو متاثر ہوتا ہی ہے حیوانات کے احوال کا بھی اس پر اثر ہوتا ہے اپنے کسی دوست کو ناخوش دیکھ کر آپ کے قلب پر بھی پژمردگی طاری ہونے لگتی ہے حیوان کی اذیت وتکلیف سے بھی انسان متاثر ہوتا ہے اور اس کے اظہار مسرت سے مسرور' یہ روزمرہ کے تجربات ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ نفس انسانی میں احوال کو اخذ کرنے اور ان سے متاثر ہونے کا قوی رجحان پایا جاتا ہے۔ قربانی کے معاملہ کو اس نفسیاتی اصول کی روشنی میں دیکھئے ایک حیوان اللہ تعالیٰ کا نام لے کر محض ان کی رضا وخوشنودی کے لئے ذبح کیا جاتا ہے اس کی سب قوتیں جو سراسر حیوانی ہوتی ہیں' ختم کر دی جاتی ہیں اس سے انسان کے حیوانی قویٰ اور اس کی بہیمی خواہشیں یقیناً متاثر ہوتی ہیں اور جس طرح ایک حیوان کو تکلیف میں مبتلا دیکھ کر آپ کا نفس تکلیف کا احساس کرتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے قوائے حیوانیہ کے اس فنا وزوال کو دیکھ کر یا اس کی اطلاع پا کر آپ کی حیوانی قوتوں میں بھی اضمحلال اور رضائے الٰہی کے سامنے سرتسلیم خم کرنے کا میلان پیدا ہوتا ہے بالفاظ دیگر ان کی اصلاح ہوتی ہے اور یہ اطاعت الٰہی کی طرف مائل ہوتی ہیں۔

۳:...... مومن کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنا' لیکن کیا اس مقصد عظیم کے چہرے کو موت ایک اضطراری حادثہ کے ہم معنی ہے جس کا کوئی مقصد اور کوئی متعین رخ نہیں ہوتا؟ قربانی نفسیاتی طور پر تعلیم دیتی ہے کہ زندگی کی طرح مومن کی موت بھی بے مقصد یا غلط مقصد کے لئے نہ واقع ہونا چاہئے' بلکہ اس کا مقصد رضائے الٰہی اور قرب بارگاہ خداوندی ہونا لازم ہے۔

اگر موت اختیار سے باہر ہے تو زندگی بھی اختیاری نہیں ہے اگر اس کا مقصد اور رخ ایمان کی روشنی میں متعین کیا جاسکتا ہے تو موت کا مرحلہ بھی اسی نورانی امداد سے طے کرنا چاہئے' مسلم کے لئے موت ایک اضطراری حادثہ نہیں ہے بلکہ بامقصد جان سپاری ہے اس کی جان نکالی نہیں جاتی ہے بلکہ شوق لقاء الٰہی سے بیتاب ہو کر نکل جاتی ہے' حق تعالیٰ کے اس ارشاد پر غور کیجئے:

''قسم ہے ان فرشتوں کی جو (کافروں) کی جان کھینچ کر نکالتے ہیں اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو (اہل ایمان کی جان) کی گرہ کھول دیتے ہیں۔'' (نازعات)

گرہ کھلتے ہی مسلمان کی جان نشاط وانبساط کے ساتھ خوش وخرم اپنے مقصد عظیم کی طرف روانہ ہو جاتی ہے۔

قربانی کے ساتھ اس مضمون کے ارتباط کی وضاحت کے لئے اس حدیث پر نظر کیجئے:

''اپنی قربانی کے جانوروں کو (کھلا پلا کر) خوب موٹا کرو کیونکہ وہ پل صراط پر تمہاری سواری بنیں گے۔'' (مشکوٰۃ)

ایک حیوان جس کی جان انسان نے لے لی ہے مگر یہ جان اللہ تعالیٰ کا نام لے کر محض ان کی رضا کے لئے لی گئی ہے اس مرتبہ پر پہنچتا ہے کہ پل صراط پر بے تکلف چلے اور اپنے اوپر انسان کو سوار کر کے دوڑے تو جو مومن محض اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے اپنی جان دے اس کا مرتبہ کتنا بلند ہوگا اور وہ کس قدر ترقی کرے گا؟ قربانی اس کی تعلیم دیتی ہے اور نفسیاتی طور پر مومن کی موت کا رخ اور مقصد متعین کرتی ہے۔

''بیشک میری نماز' میری قربانی میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین کے لئے ہے۔'' (سورۂ انعام)

چاروں باتوں کے بیان میں مخصوص ترتیب سے یہ نکتہ سمجھ میں آتا ہے کہ نماز کو زندگی کا مقصد اور رخ متعین کرنے میں زیادہ دخل ہے اور قربانی کو موت کا رخ اور مقصد مقرر کرنے میں' ۳ قربانیوں کے متعلق حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اللہ تعالیٰ کے پاس ان قربانیوں کا گوشت یا خون نہیں پہنچتا ہے بلکہ تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔'' (سورۂ حج)

تقویٰ کے معنی ہیں کسی چیز سے بچنا اور محفوظ رہنا' یہ بہت وسیع لفظ ہے جس کے محامل بکثرت اور جس کے اقسام کثیر ہیں۔ مثلاً مال حرام سے ''تقویٰ'' ظلم و جور سے تقویٰ جنسی گمراہیوں سے کذب اور افتراء سے تقویٰ وغیرہ سوال یہ ہے کہ تقویٰ اس سے پہلے موجود ہونا چاہئے یا اس سے حاصل ہوتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ اس عبادت کے ساتھ تقویٰ کے متعدد

اقسام خاص مناسبت رکھتے ہیں جن میں سے بعض کا وجود پہلے سے ضروری ہے اور وہ قبول قربانی کے لئے شرط ہیں اور بعض خود قربانی کا اثر ہیں اور اس عمل خیر سے حاصل ہوتے ہیں جس طرح روزہ رکھنے سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے قربانی سے پہلے ریا و سمعۃ (دکھاوے اور شہرت) سے تقویٰ لازم ہے یعنی دوسری عبادتوں کی طرح یہ عبادت بھی محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے کی جائے دکھاوا' شہرت اور ناموری کی خواہش کا شائبہ بھی دل میں موجود نہ ہو بلکہ نیت خالص ہو۔

تقویٰ کی دوسری قسم جسے مقدم ہونا چاہئے وہ بخل وتنگ دلی سے تقویٰ ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ قربانی خوش دلی کے ساتھ کی جائے اور بقدر استطاعت اچھے سے اچھا جانور اس کے لئے منتخب کیا جائے جب نفس اور حیوانی قوتوں کے ساتھ ارتباط کی جو تعدیل قربانی سے ہوتی ہے یہ تقویٰ کی تیسری قسم ہے جو قربانی کے بعد اس کے نتیجہ کے طور پر حاصل ہوتی ہے اپنی بہیمی قوتوں کے ساتھ جو تعلق انسان کو ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ ان کی پرورش میں منہمک رہتا ہے اور ان کے تقاضوں کو پورا کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جاتا ہے حیوان کو ذبح اور اس کی بہیمی قوتوں کو زائل اور فنا کر کے جو خود اپنی حیوانی قوتوں کے مشابہ بلکہ مماثل ہوتی ہیں وہ اپنے حیوانی تقاضوں پر ایک کاری ضرب لگاتا ہے اور نفس یہ سبق حاصل کرتا ہے کہ بارگاہ الٰہی میں قرب حاصل کرنے کا طریقہ نفس کو پامال کرنا اور رضائے الٰہی کے لئے جان سپاری کرنا ہے۔

۴:..... زکوٰۃ اور صدقہ کی طرح قربانی میں ''انفاق مال'' بھی ہے جس حیوان کو ذبح کیا جاتا ہے وہ قربانی کرنے والے کا مال ہوتا ہے' محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے مالی نقصان اٹھا کر وہ اسی طرح اجر وثواب حاصل کرتا ہے جس طرح صدقہ دے کر لیکن اس میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ جو زکوٰۃ میں نہیں پائی جاتی ہے یعنی زکوٰۃ ادا کرنے سے تو انسان کو یہ خوشی اور مسرت حاصل ہوتی ہے کہ میرا مال کسی دوسرے کے کام آ گیا مگر قربانی کر کے اس خوشی کا حاصل ہونا بھی لازم نہیں ہے اگر حیوان کو ذبح کر کے یوں ہی چھوڑ دیا جائے نہ خود کھائے نہ کسی کو کھلائے تو بھی واجب ادا ہو جاتا ہے اور بندہ مستحق اجر وثواب ہو جاتا ہے گویا اس میں کسی نفع عاجل کا ہونا لازم نہیں ہے اور بندہ اس مسرت کا بھی طلب گار نہیں ہوتا ہے جو طبعی طور پر کسی کو نفع پہنچا کر حاصل ہوتی ہے' اگرچہ اس کے حاصل ہونے سے اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی لیکن اگر اس کی بھی طلب نہ ہو تو یہ اخلاص کی علامت اور اجر وثواب میں اضافہ کا سبب ہے اس میں شبہ نہیں کہ زکوٰۃ قربانی سے افضل ہے اور اس کا اجر وثواب زائد ہے اسے فضیلت کلی حاصل ہے مگر اپنی اس خصوصیت کی وجہ سے قربانی اس پر جزئی فضیلت رکھتی ہے۔

۵:..... کسی حیوان کو اللہ تعالیٰ کا نام لئے بغیر ذبح کیا جاتا ہے تو اس کا کھانا حرام ہے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا جائے مگر قربانی کی نیت نہ ہو تو حلال ہے مگر ثواب نہیں ہے۔

مگر جب اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے قربانی کے جانور کو ذبح کیا جائے تو اس پر اجر وثواب بھی ملتا ہے اور حق تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب کا ذریعہ بھی بنتا ہے خواہ اس کا گوشت سب کا سب خود ہی کھا لیا جائے اگر کچھ صدقہ بھی کیا جائے تو اس کا ثواب مزید ہوگا۔ لیکن قربانی کے قبول ہونے کے لئے صدقہ شرط نہیں ہے اس سے صرف قربانی ہی کرنے والے نہیں بلکہ اسے دیکھنے اور اس کی خبر سننے والوں کا ذہن بھی ذرا سے غور وفکر کے بعد اس نکتہ تک پہنچ سکتا ہے کہ نفس کی جائز خواہشوں کو پورا کرنا علی الاطلاق ممنوع نہیں ہے نہ یہ دنیا ہے بلکہ اگر انہیں اس طرح پورا کیا جائے کہ دنیا کی نعمتوں میں تصرف کا اصل مقصد تو رضا اور قرب الٰہی کا حاصل کرنا ہو اور نفس کی تسکین اس مقصد کے تابع اور ضمنی طور پر ہو جائے تو بھی نفس پروری قرب الٰہی کا ذریعہ اور حجاب ہونے کے بجائے آئینہ معرفت بن جاتی ہے۔

۶:..... کیمیادان اطباء بعض زہریلی چیزوں کو بعض مخصوص طریقوں سے جلا کر کشتہ تیار کرتے ہیں جو مہلک ہونے کے بجائے مفید ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی حیوان محض اللہ تعالیٰ کے لئے ذبح کیا جاتا ہے تو اس کے گوشت میں تقویت روحانیت کی خاصیت پیدا ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ شریعت نے قربانی کا گوشت کھانے کو مستحب قرار دیا ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ بقر عید کے دن اپنی قربانی ہی کا گوشت کھائے اس سے پہلے کوئی چیز نہ کھائے۔

اس سے سبق یہ ملتا ہے کہ ہمارے قوائے حیوانیہ اگر انعام الٰہی کے تابع ہو جائیں تو ہماری ترقی روحانی کے لئے سنگ راہ بننے کے بجائے اس کے معاون ومددگار بن جائیں گے۔

یہ نکتہ صرف قربانی کرنے والوں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ غیر مستطیع سمجھدار بھی اس کی نوعیت سے واقف ہو کر اس حکمت سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔

۷:..... قربانی شرک سے حفاظت کا بہت بڑا ذریعہ ہے مشرک قوموں میں حیوان پرستی عرصہ دراز سے مروج ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کو حیوانات کی قربانی کا حکم دیا جو ان کے عقیدۂ توحید میں تازگی پیدا

کرتی رہتی ہے اور اسے یاد دلاتی رہتی ہے کہ حیوانات اللہ تعالیٰ کی راہ میں ذبح کرنے اور ان کی بارگاہ میں قرب کا ذریعہ بنانے کے لئے ہیں نہ کہ عبادت کے لئے اور حیوان پرست مشرکین کو بھی اس طریقہ سے عملی تبلیغ ہوتی رہتی ہے کہ جانوروں کو معبود بنانا بالکل خلاف عقل و دانش ہے انہیں تو قربان کرکے معبود حقیقی کے قرب اور اس کی عبادت میں معاون و مددگار بنانا چاہئے گویا قربانی ایک طرف مشرکانہ فضا کے زہر سے محفوظ رکھتی ہے اور دوسری طرف وہ مشرکوں پر ایک عملی حجت شرعی ہے یہ محض خیالی نکتہ نہیں ہے بلکہ ایک حقیقت ہے جس کا مشاہدہ ہوسکتا ہے ذرا ان مسلمانوں کی طرف نظر کیجئے جو دین سے بے خبر ہیں' اس کے ساتھ صدیوں سے مشرکانہ ماحول میں رہتے ہیں ہندو پاکستان کے دیہات میں ان کی تعداد بہت ہے' یہ لوگ صدیوں سے جو اس مشرکانہ ماحول کا مقابلہ کررہے ہیں اور حیوان پرستی میں مبتلا نہیں ہوئے اس کا سبب معلوم کرنے کی آپ کوشش کریں گے تو اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ ملت اسلامیہ میں قربانی کا رواج ہی وہ بند ہے جس نے انہیں اب تک حیوان پرستی کے مہلک سیلاب سے بچایا ہے۔ وہ خود قربانی نہیں کرسکتے لیکن انہیں اس کا علم ہے کہ ان کی ملت میں قربانی ہوتی ہے اور اسلام اس کا حکم دیتا ہے' اس کا علم ہی انہیں حیوان پرستی کی ذلت سے بچا رہا ہے غور سے دیکھئے تو آپ کو نظر آئے گا کہ حیوان پرستوں کے ایک گروہ میں بھی اپنے معبود حیوانات کا جذبہ تقدس کم ہوگیا ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ اہل ایماں کے عمل قربانی سے جو نور توحید پھیلتا ہے اس نے ان کی ظلمت شرک کو معدوم نہیں تو کم ضرور کردیا ہے۔

☆☆............☆☆

سانحہ ارتحال

شبان ختم نبوت ٹنڈو آدم کے صدر ملک وسیم کے والد ملک رشید بابو کا گزشتہ دنوں بقضائے الٰہی انتقال ہوگیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ سندھ کے امیر علامہ احمد میاں حمادی' مفتی محمد راشد مدنی' مفتی محمد طاہر مکی' حافظ محمد طارق حجازی اور دیگر نے اظہار تعزیت کرتے ہوئے مرحوم کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

اہم اعلان

عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کے باعث شمارہ نمبر ۱ اور ۲ کو یکجا کیا جارہا ہے' اس شمارہ سے جلد ۲۶ کا آغاز بھی کیا جارہا ہے۔ قارئین و ایجنسی ہولڈرز حضرات نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

ڈیلرز:
مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
ٹمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
یونی ٹیک کارپٹ

پتہ:
این آر ایونیو' نزد حیدری پوسٹ آفس بلاک "جی" برکات حیدری' ناظم آباد
فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503
E-mail :jabbarcarpet@cyber.net.pk

وجوب قربانی

مولانا سعید احمد جلالپوری

خالق ارض وسما نے بعض عبادات واجبہ کے لئے یہ شرط رکھی ہے کہ انہیں مقررہ اوقات پر ادا کیا جائے' جب کہ اس کے علاوہ بعض ایسی عبادات بھی ہیں' جن کی ادائیگی بلاتمیز (تعین اوقات) ہر حال میں مفید اور نفع بخش ہوتی ہے' چنانچہ نماز' روزہ اور حج ایسی عبادات کے زمرے میں آتے ہیں' جن کی ادائیگی کا تعلق ایک مخصوص وقت سے ہے' اور ایسے ہی قربانی جیسے شعائر (اسلام) کا بھی ایک وقت مقرر ہے اور وہ ہے دس ذی الحجہ اور اس کے بعد دو دن۔

قربانی صرف خیرالامم (امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰة والسلام) کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ قرآن مجید اور احادیث نبوی کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ امم سابقہ بھی اس "خیر موضوع" سے برابر کی مستفید ہوتی رہیں' یہ اور بات ہے کہ طریقہ کار اور ادائیگی کی صورت کچھ اس سے مختلف تھی' مگر اتنی بات تو پایۂ ثبوت تک پہنچتی ہے کہ قربانی اللہ تعالیٰ کے تقرب کا انتہائی مستند اور مفید ذریعہ ہے خواہ وہ ذبیحہ ہو یا کوئی اور چیز' چنانچہ لغت عربی کی مشہور اور معتبر کتاب "المنجد" (طبع بیروت) کے صفحہ ۶۱۷ پر قربانی کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے:

"ہر وہ چیز جسے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے پیش کیا جائے' خواہ وہ ذبیحہ ہو یا غیر ذبیحہ "قربان" (یعنی قربانی) کہلاتا ہے۔"

نیز اس سلسلہ میں علامہ فرید وجدی لکھتے ہیں:

"اصلاح دین میں "قربان" (قربانی) ان اشیاء اور حیوانات کو کہتے ہیں جنہیں انسان اللہ تعالیٰ کے تقرب کی غرض سے خرچ کرے۔"

(دائرۃ المعارف ص ۶۳۷ ج ۷)

اور قرآن مجید میں بھی ایک مقام پر آدم علیہ السلام کے بیٹے ہابیل اور قابیل کی قربانی کا تذکرہ فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"جب (ہابیل اور قابیل نے) قربانی دی' پس ایک کی قبول ہوگئی دوسرے کی قبول نہ ہوئی۔" (سورۂ مائدہ)

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ آدم علیہ السلام کی شریعت میں بھی قرب الٰہی کا معیار یہی تھا' مگر اس کی صورت کچھ مختلف تھی (بارگاہ الٰہی میں مقبول قربانی کو آگ کھا جاتی تھی) جب کہ جدالانبیاً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی بارگاہ الٰہی میں تقرب حاصل کرنے کے لئے اپنے لخت جگر کی قربانی پیش کی' جس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں قبول فرمانے کے بعد "وفدیناہ بذبح عظیم" کی عظیم بشارت سے سرفراز کیا' اور یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ رہتی دنیا تک اس کو برقرار رکھ چھوڑا' یہاں تک کہ سیدالبشر سرور کونین (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بھی اس سے مستثنیٰ نہیں کیا' چنانچہ ارشاد ہے: "فصل لربک وانحر" (سو نماز پڑھ اپنے رب کے آگے اور قربانی کر) اس پر ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں کہ:

"تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس سے نماز عید اور قربانی مراد ہے۔" (مرقاۃ ص ۲۶۲ ج ۲)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (شکرانہ کے طور پر) نماز کے بعد دوسری تمام عبادات سے زیادہ قربانی کی تاکید فرمائی گئی ہے' کیونکہ تقرب الٰہی کے حصول کے لئے عبادات بدنیہ میں سے نماز اور عبادات مالیہ میں سے قربانی کو جو امتیازی مقام حاصل ہے وہ دوسروں کو نہیں' کیونکہ قربانی کی اصل حقیقت جان کا قربان کرنا تھا' اور جانور کی قربانی کو بعض حکمتوں اور مصلحتوں کی بنا پر اس کے قائم مقام کر دیا گیا' چنانچہ حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان قربانیوں کی حقیقت اور تاریخ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: یہ تمہارے (روحانی اور نسلی) باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے' پھر انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارے لئے ان میں کیا اجر ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ (قربانی کے جانور کے) ہر ہر بال کے عوض ایک نیکی ہے' پھر انہوں نے عرض کیا: اون کا بھی یہی حساب ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! اون والے جانور کی قربانی کا اجر بھی اسی شرح سے ملے گا کہ ہر بال کے عوض ایک نیکی۔ (کنزالعمال ص ۲۲۹ ج ۵' مشکوٰۃ ص ۱۲۹ ج ۱' مسند احمد' ابن ماجہ)

قربانی کی فضیلت:

۱:...... حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بطیب

خاطر قربانی کیا کرو کیونکہ جو مسلمان اپنی قربانی کو (ذبح کرنے کی خاطر) قبلہ رو لٹاتا ہے تو اس کا خون' لید اور اون تمام کے تمام (بارگاہ الٰہی میں قبول ہو جاتے ہیں) اور قیامت کے روز نیکیوں کی صورت میں اس کے نامہ اعمال کے پلڑے میں رکھ دیئے جائیں گے' اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ تم تھوڑا سا خرچ کرلو' بہت سارا اجر پاؤ گے' بے شک ابھی (قربانی) کا خون زمین پر نہیں گرتا کہ اللہ تعالیٰ اسے محفوظ فرمالیتے ہیں' حتیٰ کہ قیامت کے دن اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ (مصنف عبدالرزاق ص۳۸۸ ج۴)

۲:......حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا: اے فاطمہؓ! اٹھ کر اپنی قربانی کے قریب ہو جا! کیونکہ تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس (قربانی) کے خون کا پہلا قطرہ (زمین پر) گرنے ہی نہ پائے گا کہ تیرے تمام گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی' پس اس کے گوشت اور خون کو ستر گنا بڑھا کر تمہارے نامہ' اعمال کے پلڑے میں رکھا جائے گا۔ اس پر حضرت ابوسعید خدریؓ نے عرض کیا کہ: یارسول اللہ! یہ صرف آل محمد کا خاصہ ہے؟ کیونکہ وہ اس خصوصیت (خیر) کے اہل بھی ہیں' یا پھر عام ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ صرف آل محمد کی خصوصیت نہیں بلکہ عام لوگ بھی اس میں شامل ہیں۔ (کنز العمال ص۲۲۱ ج۵' بیہقی)

۳:......حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ذی الحجہ کی دسویں تاریخ یعنی عیدالاضحی کے دن فرزند آدم کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کو قربانی سے زیادہ محبوب نہیں' اور قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں' بالوں اور کھروں سمیت (زندہ ہوکر) آئے گا' اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کی رضا اور مقبولیت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے' پس اے بندگان خدا! نشاط قلبی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔ (ترمذی ص۱۸۰ ج۱' ابن ماجہ ۲۲۶)

اس پر ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں:

"عید کے روز تمام عبادات سے افضل (عبادت) خون بہانا ہے اور وہ (قربانی) بغیر کسی نقصان کے قیامت کے دن لائی جائے گی' جس کے ہر ہر جزو کے بدلہ میں اجر دیا جائے گا اور پل صراط پر اس کے لئے سواری کا کام دے گی' نیز ہر عبادت کے لئے کوئی نہ کوئی دن مخصوص ہوتا ہے' مگر عید کا دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت (قربانی) اور (تکبیر) کے لئے مخصوص ہے' کیونکہ اگر (اس دن) بکری کی قربانی سے کوئی چیز افضل ہوتی تو اسمٰعیل علیہ السلام کے بدلہ میں بکری ذبح نہ کی جاتی۔" (مرقاۃ ص۲۶۸ ج۲)

مذکورہ احادیث سے قارئین اس امر کو بخوبی جان گئے ہوں گے کہ اس بارے میں (سوائے شاذ اقوال کے جو ناقابل استناد ہیں) تمام فقہائے کرام کا اجماع ہے کہ عید کے دن بارگاہ الٰہی میں قربانی سے بڑھ کر کسی اور عمل کا نذرانہ پیش نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ اس میں اختلاف ضرور ہے کہ قربانی سنت مؤکدہ ہے یا واجب۔ چنانچہ امام شافعیؒ اور امام مالک (شرح نووی برصحیح مسلم ص۱۵۳ ج۲) اور امام ابویوسفؒ کی ایک روایت میں ہے کہ قربانی سنت مؤکدہ ہے' جب کہ امام ابوحنیفہؒ' امام زفرؒ' امام حسن بن زیادؒ' امام ربیعہؒ' امام اوزاعیؒ' امام لیث اور ایک روایت صاحبین کی اور امام مالکؒ کی ایک روایت کے مطابق صاحب نصاب شخص پر قربانی واجب ہے' مگر اس کے باوجود موجودہ دور کے ملاحدہ اور مستشرقین نے مسلمانوں کو جہاں خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے گلوخلاصی دلانے اور دین اسلام سے بے زار کرنے کے لئے مسائل اجماعیہ میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے وہاں ان کی یہ کوشش ہے کہ مسلمانوں کو قربانی ایسے شعائر اسلام سے بھی محروم کیا جائے۔

قطع نظر اس کے کہ ان کے ماخذ کیا ہیں؟ اور ان کے دلائل کس قدر صداقت پر مبنی ہیں؟ یا ان کی فہم سلیم نے نتائج اخذ کرنے میں کس قدر ان کا ساتھ دیتے ہوئے دیانتداری کا ثبوت دیا ہے؟ ہم چاہتے ہیں کہ قارئین کرام کے سامنے ذخیرہ احادیث میں سے صرف ان احادیث کو نقل کر دیا جائے جو وجوب قربانی پر صراحتاً دلالت کرتی ہیں' مگر اس سے پہلے ہم قربانی کی اقسام بتانا ضروری سمجھتے ہیں۔

قربانی کی اقسام:

علمائے محققین کے نزدیک قربانی دو قسم کی ہے: (۱) واجب' (۲) نفل۔ پھر واجب کی تین اقسام ہیں: (۱) امیر و غریب دونوں پر' (۲) صرف غریب پر' (۳) صرف غنی پر۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ نذر کی قربانی امیر و غریب دونوں پر واجب ہے جب کہ قربانی کی نیت سے اگر کسی غریب نے کوئی جانور خرید لیا تو اس پر بھی قربانی واجب ہو جائے گی' اور تیسرے اس صاحب استطاعت پر بھی قربانی واجب ہے جو مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ آزاد اور مقیم ہو اور یہی قربانی کی وہ قسم ہے جس کے وجوب میں فقہا کا اختلاف ہے۔

وجوب قربانی احادیث کی روشنی میں:

۱:......حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص قربانی کرنے کی استطاعت رکھتا ہے مگر اس کے باوجود بھی وہ قربانی نہیں کرتا وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔ (ابن ماجہ ص۲۲۶)

۲:...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں مسلسل دس سال تک قربانی کرتے رہے۔ (ترمذی ص۱۸۲' مشکوٰۃ ص۱۲۹ ج۱)

۳:...... حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک بار ہم سفر میں آپؐ کے ساتھ تھے کہ قربانی کا موسم آگیا' تو ہم ایک گائے میں سات اور اونٹ میں دس آدمی شریک ہوئے۔ (ترمذی ص۱۸۱ ج۱)

اس حدیث میں ''اونٹ میں دس آدمی'' کا حصہ حدیث جابرؓ کی وجہ سے منسوخ ہوگیا ہے' مگر اس حدیث سے یہ وضاحت ہوجاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تاکید اور وجوب ہی کے پیش نظر سفر میں بھی اس کو چھوڑنا پسند نہیں فرمایا۔

۴:...... امام محمد ابن سیرین سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے قربانیوں کے متعلق پوچھا کہ کیا یہ واجب ہیں؟ انہوں نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد تمام مسلمانوں نے کی جس سے یہ طریقہ جاری ہوگیا ہے۔ (ابن ماجہ ص۲۲۶)

۵:...... مخنف ابن سلیم فرماتے ہیں کہ ہم عرفات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ آپ نے فرمایا: اے بندگان خدا! گھر کے ہر فرد پر ہر سال قربانی اور عتیرہ واجب ہے۔ (سنن نسائی' ابن ماجہ' ابوداؤد)

۶:...... حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے قربانی کے دن نماز (عید) سے پہلے ذبح کرلی تو آپؐ نے فرمایا دوبارہ قربانی کرو۔ (ابن ماجہ)

۷:...... حضرت جندب سے مروی ہے کہ میں قربانی کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا: جس نے نماز عید سے پہلے (اپنی قربانی) ذبح کی ہو اسے چاہئے کہ وہ اپنی قربانی لوٹائے۔ (بخاری ج۲ ص۸۳۲' صحیح مسلم ص۱۵۲ ج۲' طحاوی ص۳۲۹ ج۲)

۸:...... حضرت علیؓ دو مینڈھے کی قربانی کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک اپنی طرف سے اور دوسرا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہے لیکن یاد رکھو! میں اس عمل کو قطعاً نہیں چھوڑوں گا' اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس پر تاکید فرمائی تھی' اگرچہ یہ حدیث غریب ہے مگر بعض اہل علم نے اس سے استدلال کیا ہے' جس کے پیش نظر بعض ائمہ کے نزدیک مردہ کی جانب سے قربانی کی جاسکتی ہے۔ (ترمذی ص۱۸۱ ج۱)

فصل لربک وانحر''

(سورۂ کوثر)

ترجمہ: ''پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے۔''

''اور ہم نے ہر ایک امت کے لئے قربانی مقرر کردی تاکہ وہ لوگ اللہ کا نام لیں ان جانوروں پر جو اللہ نے ان کو عطا کئے ہیں۔'' (سورۂ الحج)

۱:...... یہ اور اس سے سابقہ دونوں آیتیں قربانی کے صریح وجوب پر دال ہیں' اور جیسا کہ ہم عرض کرچکے ہیں کہ تمام مفسرین کا اجماع ہے کہ سورۂ کوثر میں ''فصل لربک وانحر'' سے مراد نماز عید اور قربانی ہے' اور یہ بھی متفقہ اصول ہے کہ اعمال میں مطلق امر وجوب کے لئے آتا ہے' اس کے علاوہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ امت پر تو قربانی واجب نہ ہو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو جب کہ آپ تمام امت کے لئے پیشوا ہیں' اور قربانی کو آپ کی خصوصیات پر بھی محمول نہیں کیا جاسکتا' کیونکہ آپؐ کی خصوصیات پر اس قدر تاکید کے بجائے ان پر دوام واستمرار سے منع فرماتے تھے۔

۲:...... ''ضحوا فانها سنة ابيكم'' میں امر کا صیغہ استعمال کیا ہے' جو کہ وجوب پر صراحت ہے۔

۳:...... ''على كل اهل بيت'' میں بھی ''علیٰ'' ایجاب کے لئے استعمال ہوا ہے۔

۴:...... ''من لم يضح فلا يقربن مصلانا'' میں اس قدر تنبیہ اور وعید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے ترک واجب کے علاوہ کسی اور امر پر ممکن ہی نہیں' اس کے علاوہ فقہائے کرام کی رائے یہ ہے کہ اگر قربانی واجب نہ ہوتی تو آپؐ اس قدر اس کے دہرانے کی تلقین نہ فرماتے۔

اسی لئے صاحب ہدایہ کی تصریح موجود ہے:

''ہر آزاد' مقیم اور صاحب استطاعت مسلمان پر قربانی واجب ہے۔''

باقی جن احادیث میں قربانی کے لئے سنت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے' وہ بھی وجوب کے منافی نہیں کیونکہ سنت کے معنی طریقہ اور سیرۃ کے ہیں' جب کہ وجوب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا ایک جزو ہے' علاوہ ازیں وجوب بھی ایک طریقہ ہی کا نام تو ہے۔

علامہ سرخسیؒ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما مالی تنگی کی حالت میں ایک دو سال قربانی نہیں کرتے تھے کہ لوگ اسے واجب نہ سمجھ لیں۔ (المبسوط ج۱۲ ص۹)

اس پر اگر عقل سلیم کو استعمال کیا جائے تو جواب کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے' کیونکہ جولوگ مصارف جہاد کے لئے اپنے گھر کا صفایا کرکے صرف اللہ کا نام چھوڑ جائیں (جیسا کہ غزوۂ تبوک میں حضرت ابوبکرؓ نے کیا) ان پر قربانی کیونکر واجب ہوگی؟ ہاں جب مالی حالت اچھی ہوتی تو آپ قربانی نہ صرف فرماتے بلکہ دوسروں کو بھی تلقین فرماتے' چنانچہ حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا کہ تم کو دونوں عیدوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے' ان میں سے ایک عید تو روزوں سے افطار کا دن ہے' رہی دوسری ۔ ۔ ۔ میں تو تم قربانی کا گوشت کھاتے ہو۔ (صحیح بخاری ج۲ ص۸۳۵)

اس کے علاوہ "بذل المجہود فی شرح ابوداؤد" میں حضرت اقدس مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوریؒ لکھتے ہیں:

"رہا حضرات شیخین کا معاملہ' تو وہ دو ایک سال کے لئے قربانی اس لئے نہیں کرتے تھے کہ صاحب استطاعت ہی نہ ہوتے تھے' کیونکہ انہیں بیت المال سے جو وظیفہ ملتا تھا وہ ان کی ضروریات سے زیادہ نہ ہوتا۔" (ص۶۸ ج۴)

بعینہٖ اسی طرح حضرت ابن عباسؓ اور حضرت بلالؓ کے اقوال بھی قابل استناد نہیں' کیونکہ یہ نہ صرف شاذ ہیں بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پوری زندگی اس پر (قربانی) پر مداومت اور تاکید کرنا اور صحابہ کرام کا عمل جو حد تواتر کو پہنچتا ہے' ان شاذ اقوال سے کہیں زیادہ قوی ہے' اس کے علاوہ اگر بغور دیکھا جائے تو ان کے اس قول وفعل کا منشاء منصۂ شہود پر آجاتا ہے کیونکہ ان حضرات کا مطمح نظر یہ تھا کہ جو لوگ غریب ہوں' ان کی دل شکنی ہوجائے' یعنی اگرچہ ان پر قربانی واجب نہیں مگر بہت ممکن ہے کہ دوسروں کو دیکھ کر وہ احساس کمتری میں مبتلا ہوجائیں۔ اسی لئے فرمایا کہ اگر کسی کے پاس کچھ بھی نہ ہو تو دو درہم کا گوشت یا ایک مرغے سے بھی صدقہ کرسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ ورنہ ذخیرہ احادیث میں ایسی کوئی ضعیف حدیث بھی نہیں مل سکتی جس سے یہ ثبوت مل سکے کہ قربانی کے بجائے اس کی قیمت یا کسی اور چیز کو قربان کیا جائے۔

چنانچہ حضرت ابن عباسؓ کے مذکورہ بالا فعل کی تردید خود انہی سے مروی مرفوع حدیث سے ہوتی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم سفر میں آپؐ کے ساتھ تھے کہ قربانی کے دن آگئے' تو ہم ایک گائے میں سات اور اونٹ میں دس آدمی شریک ہوئے۔ (ترمذی ص۱۸۱ ج۱)

اور ایسے ہی حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے اس فرمان کا منشا بھی یہی ہے کہ قربانی اس لئے نہیں کرتا کہ لوگ اسے فرض عین نہ قرار دے دیں' کیونکہ سنت مؤکدہ باشد تاکید کے تو وہ بھی قائل ہیں۔ اسی لئے ممکن ہے کہ ان کے نزدیک سنت مؤکدہ باشد تاکید کے بعد بجائے واجب کے فرض عین کا درجہ ہو جبکہ دوسرے علمائے امت کے نزدیک سنت مؤکدہ کے بعد واجب اور پھر فرض عین کا درجہ ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت سعید ابن مسیب فرماتے تھے کہ میں (اللہ تعالیٰ سے تقرب حاصل کرنے کے لئے) ایک بکری ذبح کروں' یہ میرے لئے اس سے اچھا ہے کہ میں سو درہم صدقہ کروں۔ (مصنف عبدالرزاق ص۳۸۸ ج۴)

☆☆..........☆☆

نعت رسول مقبول ﷺ

شعیب احسن اعظمی

سرِ فہرست کس کا نام ہے زہرہ جبینوں میں
بڑا چرچا ہے عقل و ہوش کے باریک بینوں میں
رسائی کی تمنا میں تھکی جاتی ہیں تحریریں
نہ جانے کتنے زینے ہیں ابھی مدحت کے زینوں میں
مہ و انجم ہیں اس کے نقش پا کی کچی تعبیریں
جمال روئے انور کی جھلک ناز آفرینوں میں
انوکھے روز و شب رکھتے ہیں ان کے چاہنے والے
گلابوں کے سلیقے ہیں کرم کے خوشہ چینوں میں
محبت میں شراب خلد آنکھوں سے چھلکتی ہے
مئے کوثر بھری ہو جیسے دل کے آبگینوں میں
جہان آب و گل میں روشنی جس کے تبسم کی
چراغاں جس کے نام پاک سے تاریک سینوں میں
بجے آرائش انگشتری جاں خدا شاہد
وہی احسن نگینہ ہے خدائی کے نگینوں میں

عید قرباں کا پیغام

مولانا اسرار الحق قاسمی

ماہ ذی الحجہ کی دسویں' گیارہویں اور بارہویں تاریخ کو جانوروں کی قربانی کا عمل اللہ کو بے حد پسند ہے'اسلام نے ان متعینہ تاریخوں میں جانوروں کی قربانی کی تاکید کی ہے'چنانچہ جو قربانی کرنے کی استطاعت رکھتے ہیں'ان کو مذکورہ دنوں میں قربانی کرنی چاہئے۔قربانی کرتے وقت نیت خالص ہونی چاہئے'اس میں کسی بھی طرح کی نمائش کی گنجائش نہیں ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ خلوص نیت' تقویٰ اور جذبہ اطاعت پر اجر دیتے ہیں' ریاکاری اور دکھاوے پر نہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے نیت اور عمل کے سلسلہ میں فرمایا:''عمل کا دارو مدار نیت پر ہے'' گویا کہ کوئی بھی عمل ہو'اس میں نیت کا خالص ہونا ضروری ہے۔قربانی کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اللہ کو ان جانوروں کا گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتا' بلکہ اس کو تو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔'' (الحج:۳۷)

اس آیت سے دو باتیں صاف طور سے معلوم ہوتی ہیں'ایک تو یہ کہ قربانی کے لئے نیت کا خالص ہونا ضروری ہے'دوسری یہ کہ قربانی تقویٰ کی علامت ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کا ذریعہ ہے'جو شخص جس قدر تقویٰ اختیار کرنے والا ہوتا ہے'اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا اتنا ہی مقام ہوتا ہے'اس لئے جو لوگ اللہ کی رضا و خوشنودی کے طلب گار ہیں اور دنیا و آخرت دونوں جہاں کی زندگی میں کامیابی چاہتے ہیں'ان کے لئے لازمی ہے کہ وہ متقی و پرہیزگار بن جائیں اور متقی بننے کے لئے انہیں جو کچھ بھی کرنا پڑے'پورے خلوص و جذبہ کے ساتھ کریں' تقویٰ کے طلب گار لوگوں کے لئے قربانی انتہائی اہم چیز ہے'اس کے ذریعہ رضائے الٰہی اور تقویٰ کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔

قربانی کیونکہ ایک اعلیٰ عمل ہے اور اس سے تقرب الٰہی حاصل ہوتا ہے'اس لئے اس کو سنت کے مطابق کیا جانا چاہئے۔

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قربانی کے روز دو سینگوں والے دو مینڈھے ذبح کئے'جو زیادہ تر سفید تھے اور خصی تھے۔جب آپ ﷺ نے انہیں قبلہ رخ کیا تو یہ دعا پڑھی:

''میں اپنا چہرہ اس اللہ رب العزت کی طرف کرتا ہوں' جس نے آسمان و زمین کو پیدا فرمایا' میں ملت ابراہیمی پر قائم ہوں اور مشرکین میں سے نہیں ہوں' میری نماز' قربانی' جینا' مرنا سب اللہ کے لئے ہے'اس کا کوئی شریک نہیں' مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں اطاعت گزار میں سے ہوں' اللہ تعالیٰ تیرے نام سے۔''

اس طرح آپ نے دعا پڑھنے کے بعد انہیں ذبح کیا' کوشش کی جانی چاہئے کہ جانور کو اس طرح ذبح کیا جائے کہ اسے زیادہ تکلیف نہ ہو۔

ذی الحجہ کی متعینہ تاریخوں میں قربانی کرنا صاحب استطاعت مسلمانوں پر واجب ہے' اس لئے ذی الحجہ کی ان تاریخوں میں پوری دنیا میں بڑے پیمانے پر جانور ذبح کئے جاتے ہیں' ان میں چھوٹے جانور بھی ہوتے ہیں اور بڑے جانور بھی' عام طور سے اس موقع پر گوشت کی بہتات ہوتی ہے' جس کے باعث بسا اوقات گوشت سڑکوں یا گلی کوچوں میں پڑا ہوا بھی دکھائی دیتا ہے' یہ بے احتیاطی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

قربانی کرنے والے تمام مسلمانوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ گوشت کا احترام کریں' گلی کوچوں' سڑکوں اور نالوں میں گوشت ڈالنا بے ادبی ہے' اور یہ مختلف قسم کے نقصانات کا باعث ہے۔ مثلاً یہ گوشت اگر ایسے ہی پڑا رہتا ہے تو وہ کچھ وقت کے بعد سڑنے لگتا ہے' جس سے فضا مکدر ہو جاتی ہے اور وہاں سے گزرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے' اسی طرح زیادہ تعفن کی صورت میں طرح طرح کی بیماریوں کے پھیلنے کا بھی اندیشہ رہتا ہے' یہی نہیں بلکہ اس سے مسلمانوں و غیر مسلموں کی ملی جلی آبادی

میں برادرانِ وطن کو بھی احساس ہوتا ہے' اس لئے اس موقع سے صفائی پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ صفائی کو پسند فرماتا ہے اور اسلام صفائی و پاکی کا پورا ایک نظام پیش کرتا ہے' صفائی و پاکی کا خیال نہ رکھنا گویا اسلام کے صفائی و پاکی کے نظریہ کے خلاف کام کرنا ہے' اگرچہ بہت سی جگہوں پر نگر پالیکاؤں کی طرف سے صفائی کا انتظام ہوتا ہے' پھر بھی مسلمانوں کو خود اس سلسلہ میں محتاط رہنا چاہئے اور اپنا خود ایک نظام رکھنا چاہئے۔

عیدِ قرباں کے موقع پر عامۃ المسلمین کے لئے ضروری ہے کہ وہ عیدِ قربانی کو اسلامی طریقہ پر منائیں' کوئی غیر شرعی کام کی نہ عام دنوں میں اجازت ہے اور نہ اس عید کے موقع پر' یاد رہنا چاہئے کہ عیدالاضحیٰ کا یہ موقع انتہائی رحمت والا ہے اور مسلمانوں کے لئے نیکی کمانے کا شاندار موقع ہے' اس موقع پر اللہ تعالیٰ کے تقرب کو حاصل کرنا بھی عام دنوں کے مقابلے میں آسان ہے' کیونکہ یہ قربانی کا موسم ہے' جس میں تقویٰ کا پہلو نمایاں ہے' اور تقویٰ اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے تقرب کے حصول کا شاندار ذریعہ ہے۔

عیدالاضحیٰ کے موقع سے بڑے پیمانے پر جانوروں کی قربانی میں یہ پیغام بھی امتِ مسلمہ کے لئے عام ہے کہ قربانی ایک عظیم عمل ہے' اس لئے انسان کو چاہئے کہ وہ زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حضور قربانی پیش کرے' جس طرح کی قربانی کا تقاضا ہو' اس طرح کی قربانی اللہ کے حضور پیش کرنا اللہ کی خوشنودی کے حصول کا باعث ہے' اگر اللہ کی جانب سے وقت کی قربانی کا مطالبہ ہو تو انسان فوراً وقت کی قربانی دے' جیسا کہ جب موذن اذان دیتا ہے' اس وقت یہ تقاضا ہوتا ہے کہ مسلمان اب کچھ وقت کے لئے اللہ کے دربار میں آ جائیں اور عبادتِ خداوندی میں لگ جائیں' اب وہ اپنی دکانوں کو چھوڑ دیں' اپنے کاموں کو ترک کر دیں' اپنے بستروں کو خیرباد کہہ دیں' اگر دکان پر گاہک کھڑے ہوں تو ان کو چھوڑ دیں' غرض ہر چیز کو اب اللہ کے لئے قربان کر دیں اور نماز جو دین کا اہم ستون ہے' اسے پورے خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کریں۔

اسی طرح جب مسلمانوں پر رمضان کا مہینہ آ جائے تو وہ پورے خلوص دل کے ساتھ روزے رکھنے میں مشغول ہو جائیں اور ہر جسمانی و نفسانی خواہش کو اللہ کے لئے قربان کر دیں' اپنی ضروریات اور خواہشات کو اللہ کے لئے قربان کرنا اللہ کو انتہائی پسند ہے۔

ایسے ہی جب مال اتنا ہو جائے کہ نصاب کو پہنچ جائے تو اس میں سے زکوٰۃ نکال کر اس کے مستحقین کو دیں اور اپنے محنت سے کمائے ہوئے مال کو بلاجھجک اللہ کے لئے قربان کر دیں۔

یہی نہیں جب وہ سفرِ حج کے قابل ہو جائیں تو متعینہ وقت میں بیت اللہ شریف کے حج کے لئے روانہ ہو جائیں' اور وہاں ارکانِ حج کو پورا کریں' حج کی ادائیگی میں جسمانی و مالی قربانی دیتے ہوئے کسی قسم کی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہئے' یقیناً اللہ تعالیٰ بہترین اجر دینے والا ہے۔

اس سے بھی بڑھ کر اللہ تعالیٰ رب العزت کی جانب سے اس کی راہ میں جان کی قربانی کا تقاضا ہو تو اس کے لئے بھی آمادہ ہو جائیں' اپنے آپ کو اس کے حضور پیش کرنے میں کامیابی خیال کریں اور اس بات کو یاد رکھیں کہ اللہ کی راہ میں جتنی بڑی قربانی دی جائے گی اسی قدر اللہ کی جانب سے انعام دیا جائے گا۔

اللہ کی راہ میں اپنے آپ کو قربان کر دینے والے کے سلسلہ میں احادیث مبارکہ میں بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔" (بخاری و مسلم)

اللہ کی راہ میں اپنی جانوں کو قربان کرنے والے کے لئے جنت کے اعلیٰ مقام کا وعدہ کیا گیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: "بے شک جنت میں سو درجے ہیں' جو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے تیار کر رکھے ہیں' دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے' جتنا کہ زمین و آسمان کے درمیان۔" (بخاری و مسلم)

جو شخص اللہ کے لئے اپنی جان کو قربان کرتا ہے' اس پر ایک انعام یہ کیا جاتا ہے کہ اس کی روح بڑی آسانی سے نکالی جاتی ہے اور اسے موت کے وقت کی تکلیف نہیں ہوتی۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"شہید کو قتل کے وقت اسی قدر تکلیف ہوتی ہے' جتنی تم میں سے کسی کو چیونٹی کے کاٹنے سے تکلیف ہوتی ہے۔"

(ترمذی)

اس سے اس بات کا بھی پتا چلتا ہے کہ اگر کوئی پورے اخلاص کے ساتھ راہِ خدا میں اپنی کسی اہم چیز کی قربانی دینے کے لئے آمادہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے یہ کام آسان فرما دیتے ہیں۔

☆☆......☆☆

قربانی سے متعلق ہدایات

کسی بھی مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ قربان کرنا پڑتا ہے ایک تاجر ایک مزدور صبح سے شام تک کا وقت قربان کرتا ہے اپنی بیش قیمت محنت صرف کرتا ہے تب جا کر اسے کچھ نفع حاصل ہو پاتا ہے غرض عقل وفطرت بھی اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ کسی مقصد کے حصول کے لئے آپ کو قربانی دینی ہوگی پھر جس قدر وہ مقصد اعلیٰ ہے اس کو حاصل کرنے کے لئے اسی معیار کی قربانی پیش کرنی پڑے گی ایک مومن بندے کا سب سے اہم مقصد رضا الٰہی ہے جس کے حصول کی خاطر اس کو ہر ممکن قربانی پیش کرنی چاہئے خواہ وہ خواہشات کی قربانی ہو خواہ مال کی قربانی ہو خواہ جان کی قربانی ہو مومن بندے کے لئے حکم الٰہی کی تعمیل واجب اور ضروری ہے چنانچہ اللہ کے مخلص بندے ہر حکم الٰہی کو خوش دلی سے پورا کرتے ہیں اور جس طرح کی قربانی کا جس وقت بھی مطالبہ ہوتا ہے بارگاہ رب میں اس کو پیش کردیتے ہیں انہی قربانیوں میں سے ایک وہ مخصوص قربانی کا عمل ہے جس کو ایام ذی الحجہ میں ادا کیا جاتا ہے۔

قربانی کا یہ عمل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمان باری تعالیٰ کی تعمیل میں اپنے اکلوتے لاڈلے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کے لئے پیش کردیا لٹا کر ان کی گردن پر چھری چلادی چونکہ اللہ تعالیٰ کا مقصود حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرانا نہیں تھا بلکہ اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جذبہ اطاعت کی آزمائش مقصود تھی جس میں وہ پورے اترے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کو ان حضرات کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ آنے والی نسلوں میں بھی اس کو جاری وساری فرمایا چنانچہ ۲ ہجری میں امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے قربانی کا حکم جاری ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس ذی الحجہ کو عید الاضحیٰ کی نماز ادا فرمائی اور دو مینڈھے قربانی کئے مسلمانوں کو بھی قربانی کا حکم دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اور اہتمام فرمانے کی وجہ سے ہر صاحب نصاب مومن پر قربانی کرنا واجب قرار پایا اور اسی پر بس نہیں

مولانا عمران اللہ قاسمی

بلکہ ایام قربانی میں یہ عمل ہی اللہ تعالیٰ کا سب سے زیادہ پسندیدہ عمل بن جاتا ہے اور قربانی کرنے والا اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک بڑی جزا کا مستحق بن جاتا ہے بشرطیکہ قربانی کرنے والا اخلاص کے ساتھ قربانی کرے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نہ گوشت کے محتاج ہیں اور نہ خون کے بلکہ وہ صرف انسان کے خلوص و تقویٰ پر نظر رکھتے ہیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''نہیں پہنچتا ہے اللہ کو ان کا خون
اور نہ گوشت لیکن پہنچتا ہے اس کی بارگاہ میں
تمہارا تقویٰ۔'' (الحج:۳۶)

مطلب یہ ہے کہ دیگر عبادتوں کی طرح اصل مقصود قربانی حکم الٰہی کی تعمیل ہے جس میں خلوص و تقویٰ کارفرما ہو ایک روایت میں حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

''حضرت زید ابن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دریافت فرمایا اے اللہ کے رسول! یہ قربانی کیا ہے (یعنی اس کا ثبوت کہاں سے ہے؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قربانی تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے صحابہ کرام نے پھر دریافت کیا: ہمارے لئے اس میں کیا اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جانور کے ہر بال کے عوض تمہیں ایک نیکی ملے گی پھر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: اون کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اون کے ہر ہر روئیں کے بدلہ بھی ایک ایک نیکی عطا کی جائے گی۔'' (الترغیب)

ایک روایت میں آپ ﷺ نے قربانی کی فضیلت اور اس کی جزا کو بیان فرمایا ہے ارشاد گرامی ہے:

''حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہؓ! کھڑی ہو اپنی قربانی کو دیکھ بلاشبہ اس کے خون کا پہلا قطرہ جو بھی گرے گا اس کے بدلہ ہر گناہ سے مغفرت ہے۔''

(الترغیب)

اس روایت کے اگلے حصہ میں اس مضمون کا بھی اضافہ ہے کہ اس جانور کو قیامت کے دن اس کے گوشت اور خون کے ساتھ لایا جائے گا اور ستر گنا اضافہ کر کے تمہارے میزان عمل میں رکھا جائے گا' آپ ﷺ سے سوال کیا گیا یا رسول اللہ! یہ فضیلت صرف آل محمد کے لئے ہے؟ وہ حضرات ہی اس فضیلت کے ساتھ خاص ہیں یا تمام مسلمان اس میں شامل ہیں' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ فضیلت آل محمد کے لئے خاص طور پر ہے اور مسلمانوں کے لئے عمومی طور پر ہے' حاصل یہ ہے کہ قربانی ایک نہایت بابرکت اور عظیم الشان عمل ہے اور اس کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر صاحب نصاب مسلمان اس بابرکت عمل کو خلوص نیت اور سچے جذبے کے ساتھ انجام دے اور ہر طرح کی کوتاہی سے اس عمل کو پاک رکھے۔

چند کوتاہیاں:

قربانی کے ایام میں اہل ایمان کے دلوں میں جذبات ابھر آتے ہیں' جیسے جیسے ایام قربانی قریب آتے ہیں' ویسے ہی اس کی تیاریاں زور پکڑتی نظر آتی ہیں' اہل ایمان کے یہ جذبات قابل تحسین ہیں' اللہ تعالیٰ ان کو قبول فرمائے لیکن اس سب کے باوجود بعض حضرات غفلت و لاعلمی کی بنا پر کچھ غلطیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں' جن سے بچنا نہایت ضروری ہے۔

مالی وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنا:

بعض اہل ثروت حضرات جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر قسم کی دولت سے نوازا ہے' ان کے پاس مالی وسعت ہوتی ہے' لیکن وہ لوگ دین سے دوری اور غفلت کی بنیاد پر قربانی نہیں کرتے جبکہ ان پر قربانی واجب ہوتی ہے' ان حضرات کو یاد رکھنا چاہئے کہ مالی وسعت کے باوجود قربانی نہ کرنا نہایت بڑا گناہ ہے' ایسے لوگوں کے متعلق آپ ﷺ نے نہایت غصہ کا اظہار فرمایا ہے' ارشاد گرامی ہے:

''حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس قربانی کرنے کی گنجائش ہو اور پھر بھی وہ قربانی نہ کرے تو ایسا شخص ہرگز ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔'' (الترغیب)

مذکورہ روایت میں آپ ﷺ کے غصہ کا اظہار نمایاں ہے' ایسے حضرات کو آپ ﷺ عیدگاہ میں آنے سے منع فرما رہے ہیں' لہٰذا ان حضرات کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اگر آپ صاحب نصاب ہیں' اللہ تعالیٰ نے آپ کو وسعت دی ہے تو ذرا سی غفلت اور بخل میں قربانی چھوڑ کر گناہگار نہ بنیں اور رسول خدا کے غصہ کے مستحق نہ بنیں ذرا غور کریں کہ دنیاوی حکمرانوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور ان سے اپنے کام نکالنے کے لئے رشوت وغیرہ کے نام پر کس قدر دولت لٹادی جاتی ہے' دنیاوی رسم و رواج کے چکر میں آکر کتنا مال و دولت صرف کر ڈالتے ہیں' کیا اپنی دولت میں سے معمولی رقم نکال کر یہ حضرات قربانی کر کے اللہ کی خوشنودی حاصل نہیں کر سکتے۔

قربانی میں بخل سے کام لینا:

بعض حضرات قربانی تو کرتے ہیں لیکن ان کی زیادہ کوشش اس بات پر ہوتی ہے کہ کوئی سستا حصہ مل جائے' اس کے لئے وہ تگ و دو کرتے ہیں اور بسا اوقات وہ دبلے اور کمزور قسم کے جانور پر ہی اکتفا کرتے ہیں جبکہ وہ اس سے اچھا اور قیمتی جانور خریدنے کی بھی استطاعت رکھتے ہیں' ایسے حضرات کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جس قدر بھی مالی وسعت اور فراوانی عطا کی ہے' اس کے لحاظ سے بڑھ چڑھ کر قربانی میں خرچ کرنے کا جذبہ رکھنا چاہئے کیونکہ قربانی میں اچھا اور عمدہ جانور منتخب کرنا زیادہ پسندیدہ ہے۔

گوشت کی تقسیم:

اگر بڑا جانور قربانی کرنا ہے اور اس میں کئی حصہ دار ہیں تو بہتر یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کو اچھی طرح ناپ تول کر برابر برابر تقسیم کرے اور اٹکل و اندازے سے بالکل نہ کرے تاکہ ذرہ برابر بھی کمی بیشی کا شائبہ نہ رہے' ہاں البتہ اگر کسی کے حصہ میں سری پائے لگادیئے جائیں تو پھر اس کے حصہ سے گوشت کم کرنا درست ہے' آج کل تقسیم کے وقت اس سلسلہ میں بڑی کوتاہی دیکھنے کو ملتی ہے۔ (احسن الفتاویٰ) شامی میں ہے: ''یقسم اللحم وزنا لا جزافا.'' (شامی)

صاحب نصاب کے لئے ہر سال قربانی کرنا ضروری ہے:

بہت سے افراد یہ سمجھتے ہیں کہ پورے گھر کے لئے صرف ایک قربانی ہی کافی ہے' کسی دوسرے فرد پر قربانی کرنا واجب نہیں' اس لئے وہ حضرات ایسا کرتے ہیں کہ ایک سال اپنی طرف سے قربانی کر لیتے ہیں اور دوسرے سال اپنی بیوی کی طرف سے قربانی کر لیتے ہیں اور اسی طرح ایک سال اپنی لڑکی کی طرف سے اور ایک سال والد مرحوم کی جانب سے اس طرح سے وہ حضرات ہر سال بدلتے رہتے ہیں' خوب اچھی طرح جان لینا چاہئے کہ یہ طریقہ درست نہیں ہے کہ گھر کے جن افراد پر قربانی واجب ہے یعنی جو بھی صاحب نصاب ہیں' ان میں ہر ایک پر قربانی کرنا واجب ہے یعنی اگر میاں بیوی الگ الگ نصاب کے مالک ہوں کہ ان میں سے ہر ایک ساڑھے باون تولے چاندی یا اس کی مالیت کا مالک ہو ضروریات زندگی کے علاوہ تو ان دونوں پر الگ الگ دو قربانیاں واجب ہیں' اگر یہ حضرات الگ الگ

دو قربانیاں نہیں کریں گے تو گناہگار ہوں گے' اسی طرح اگر صاحب نصاب دوسرے کے نام پر قربانی کرتا ہے اور اپنے نام سے نہیں کرتا تو وہ بھی گناہگار ہوگا' اسی طرح بعض لوگ حضور اقدس ﷺ کے نام کی قربانی کرتے ہیں اور خود کو بھول جاتے ہیں ایسا کرنا غلط ہے' بلکہ ان حضرات کو چاہئے کہ اپنے نام سے قربانی کریں اور اگر اللہ تعالیٰ نے وسعت سے نوازا ہے تو پھر حضور اقدس ﷺ کے نام سے بھی ضرور قربانی کریں۔ (آپ کے مسائل ان کا حل)

اسی طرح بعض حضرات ایسی غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں کہ ایک بار قربانی کر لینا کافی ہے' اب ہم پر قربانی واجب نہیں ان کا یہ خیال بالکل غلط ہے یہ مسئلہ بالکل زکوٰۃ کی طرح ہے' جس طرح صاحب نصاب پر ہر سال زکوٰۃ واجب ہوتی ہے' اسی طرح اس پر قربانی بھی ہر سال واجب ہوگی' صرف ایک مرتبہ قربانی کرنے سے عمر بھر کا فریضہ ساقط نہ ہوگا۔ (ایضاً)

ضرورت سے زائد چیزیں نصاب کے بقدر ہیں تو قربانی واجب:

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے پاس نصاب کے بقدر سونا یا چاندی تو نہیں ہوتی اور نہ اس کی قیمت کے بقدر روپیہ پیسہ ہوتا ہے' البتہ ان حضرات کے پاس اتنی مالیت کے اسباب عیش فراہم ہوتے ہیں' مثلاً ٹی وی وغیرہ ایسے لوگوں کو بھی قربانی کرنا چاہئے کیونکہ وہ حضرات جب کثیر رقم خرچ کرکے ٹی وی اور دیگر اسباب عیش خرید سکتے ہیں تو معمولی رقم خرچ کرکے اللہ تعالیٰ کے اس مطالبہ کو کیوں پورا نہیں کر سکتے ایسے لوگوں کو ضرور قربانی کرنا چاہئے۔

قربانی کے ایام میں قربانی کرنا ہی ضروری ہے:

بعض حضرات قربانی کرنے کی وسعت کے باوجود قربانی نہیں کرتے بلکہ قیمت کو فقراء میں تقسیم کر دیتے ہیں' اس سلسلہ میں مسئلہ یہ ہے کہ ایام قربانی میں صدقہ کر دینے سے فریضہ ساقط نہ ہوگا بلکہ قربانی کرنا ہی واجب اور ضروری ہوگا' البتہ اگر کسی عذر کی وجہ سے ایام قربانی میں قربانی نہ کر سکا اور قربانی کے ایام گزر گئے تو اب قربانی کے بدلہ صدقہ کرنا ضروری ہے۔ (شامی)

یہ چند مسائل ہیں' جن کا اہتمام کرنا ضروری ہے' اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جذبۂ اخلاص کے ساتھ قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆

تبصرہ کتب

نام کتاب: مولانا لال حسین اختر سوانح و افکار' ترتیب و تبویب: مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی۔

ضخامت: ۴۰۰ صفحات' ہدیہ: ۲۰۰ روپے' ناشر: مکتبہ ختم نبوت' حضوری باغ روڈ ملتان' لاہور میں تقسیم کنندہ "مکتبہ ختم نبوت" ۳۸ غزنی اسٹریٹ اردو بازار لاہور۔

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر ؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بانی ممبر' چوتھے امیر' امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ کے تربیت یافتہ' خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی ؒ' مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھری ؒ' فاتح قادیان مولانا محمد حیات ؒ کے معتمد رفیق تھے' نوجوانی میں مرزائیوں کی لاہوری جماعت کے ہتھے چڑھ گئے تھے' لیکن بعد ازاں بعض عوامل و محرکات کی بناء پر قادیانیت کا تنقیدی نقطہ نظر سے مطالعہ کیا اور قادیانیت پر لعنت بھیج کر اسلام قبول کر لیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت میں مختلف عہدوں پر فائز رہے' مرکزی ناظم اعلیٰ بعد ازاں امیر مرکزیہ رہے' اپنے وقت کے بہت بڑے مناظر تھے۔ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے محنت کرکے آپ کے سوانح و افکار کو جمع کیا ہے۔ چند عنوانات درج ذیل ہیں: خود نوشت حالات زندگی' قادیانیت کے دام تزویر میں' ترک مرزائیت' قادیانی جماعت کا سرکلر کہ آپ سے مناظرہ نہ کیا جائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رکن رکین' مسئلہ حیات النبی ﷺ اور مولانا لال حسین اختر ؒ' تحریک ۱۹۵۳ء کی تحریک میں قائدانہ کردار' افریقی و یورپی ممالک کا دورہ' شیخوپورہ' چیچہ وطنی' خانیوال' میانوالی کے مناظروں میں قادیانیوں کو شکست فاش' حضرت اقدس رائے پوری ؒ کی مجلس میں' مولانا کا سفر آخرت' باب دوم مکتوبات' باب سوم رد قادیانیت کے سنہری اصول' باب چہارم خطبات' باب پنجم منظوم خراج تحسین سمیت کئی سارے موضوعات' کتاب میں شامل ہیں' سب سے اہم چیز آپ کی املائی کاپی ہے جو مجلس کے بزرگ مبلغ حضرت مولانا بشیر احمد مدظلہ نے تحریر کی' جو کتاب کا مغز ہے۔ خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور روزنامہ اسلام کے میگزین بچوں کا اسلام کے ایڈیٹر حاجی اشتیاق احمد کی تقریظ نے کتاب کی اہمیت کو چار چاند لگا دیے ہیں۔

نام کتاب: غازی علم الدین شہید ؒ کا جانشین غازی عامر چیمہ شہید ؒ'

ضخامت: ۲۴۰ صفحات' ہدیہ: ۱۵۰' کمپیوٹر کتابت' طباعت اور جلد عمدہ ہے۔

زیر تبصرہ کتاب غازی عامر چیمہ شہید کے حالات پر مشتمل ہے' جسے "مکتبہ ختم نبوت" حضوری باغ روڈ ملتان سے شائع کیا ہے۔ کتاب کا آغاز غازی علم الدین شہید ؒ کے حالات سے کیا گیا ہے' جو گیارہ صفحات پر مشتمل ہے' کتاب کو پانچ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا باب حالات زندگی جس میں غازی عامر' حرمتی اخبار کے ایڈیٹر پر قاتلانہ حملہ' گرفتاری' ماورائے عدالت شہید کو اذیت دے کر شہید کیا گیا۔ حکومت پاکستان کا اپنے ایک شہری کے ماورائے عدالت قتل پر بزدلانہ کردار' شہید کا عظیم الشان جنازہ جس میں لاکھوں افراد نے شرکت کی' دوسرے باب میں کالم نگاروں کے کالم جمع کئے گئے۔ تیسرے باب میں دینی و سیاسی جماعتوں کا خراج تحسین' چوتھے باب میں دینی و سیاسی رہنماؤں کا ہدیہ تبریک' پانچواں باب منظوم خراج تحسین پر مشتمل ہے۔ عامر چیمہ شہید نے اپنی جان عزیز کا نذرانہ پیش کرکے نوجوانوں کو سبق دیا ہے کہ مسلمان اپنی جان پر کھیل کر حضور اکرم ﷺ کی عزت و آبرو کا تحفظ کیا کرتے ہیں۔ کتاب کے آغاز میں حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم اور حضرت مولانا محمد اکرم طوفانی کی تقریظ بھی شامل اشاعت ہے۔

چھٹی قسط

قادیانیت کا مکروہ چہرہ!

کینیڈا سے قادیانیوں کے پندرہ سوالات اور ان کا جواب

مولانا سعید احمد جلال پوری

۹:...... ’’حضرت محمد نے خود تو شادیاں کیں اور باقی مسلمانوں کو چار پر قناعت کرنے کا حکم دیا؟ اس میں کیا مصلحت تھی؟‘‘

جواب:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعدد ازواج کے مسئلہ پر عموماً یورپ کے مستشرقین اپنے تعصب، نادانی اور جہل مرکب کی وجہ سے اعتراض کیا کرتے ہیں، بلاشبہ قادیانیوں نے بھی ان سے مرعوب ہوکر ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے ان کے اعتراض کو اپنے الفاظ میں نقل کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے، اگر قادیانیوں کا اسلام اور پیغمبر اسلام سے ذرہ بھر عقیدت کا تعلق ہوتا تو وہ ایسی دریدہ دہنی نہ کرتے، کیونکہ جس کو کسی سے محبت و عقیدت ہوتی ہے اس کے بارہ میں وہ کسی اعتراض کے سننے کا روادار نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ جب قادیانیوں کے سامنے مرزا غلام احمد قادیانی کے اخلاق سوز کردار پر بات کی جائے تو وہ اس کے سننے کے روادار نہیں ہوتے اور اگر بالفرض ان کو مرزا جی کی کتب سے ایسے حقائق کے حوالے دکھائے جائیں تو وہ یہ کہہ کر جان چھڑا لیتے ہیں کہ حوالہ چیک کرنے کے بعد بات کریں گے۔

بہرحال قادیانیوں کے اشکال کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چار سے زائد شادیاں اور نکاح کیونکر جائز تھے؟ کے سلسلہ میں عرض ہے کہ:

الف:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو اپنی سطح پر رکھ کر نہیں سوچنا چاہئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بہت سے امتیازی اوصاف و خصوصیات سے نوازا تھا، اگر آج کفار و مستشرقین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں پر اعتراض ہے، تو ان کے آباؤ اجداد اور مشرکین مکہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت، نبوت، معراج اور غیر معمولی کمالات پر بھی اعتراض تھا، لہٰذا ہمارے خیال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شادیوں پر اعتراض کرنے والے بھی دراصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات، صفات اور کمالات کے منکر ہیں، مگر براہ راست اس کا اظہار کرنے کی بجائے یورپی مستشرقین کی زبان میں عقلی احتمالات پیش کرکے اپنی معصومیت کا اظہار کرنا چاہتے ہیں۔

ب:...... جہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار سے زائد شادیوں کے جواز کا تعلق ہے، اس سلسلہ میں ہمارے شیخ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ نے نہایت عمدہ جواب لکھا ہے اور حکمتہ اشکالات کو خوبصورتی سے حل فرمایا ہے، لہٰذا اس عنوان پر اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی بجائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حضرت شہیدؒ کا جواب نقل کردیا جائے، جو درج ذیل ہے:

’’......الغرض نکاح کے معاملہ میں بھی آپ کی بہت سی خصوصیات تھیں اور بیک وقت چار سے زائد بیویوں کا جمع کرنا بھی آپ کی انہی خصوصیات میں شامل ہے، جس کی تصریح خود قرآن مجید میں موجود ہے۔

حافظ سیوطیؒ ’’خصائص کبریٰ‘‘ میں لکھتے ہیں کہ: ’’شریعت میں غلام کو صرف دو شادیوں کی اجازت ہے اور اس کے مقابلے میں آزاد آدمی کو چار شادیوں کی اجازت ہے، جب آزاد کو بمقابلہ غلام کے زیادہ شادیوں کی اجازت ہے، تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عام افراد امت سے زیادہ شادیوں کی کیوں اجازت نہ ہوتی۔‘‘

متعدد انبیاء کرام علیہم السلام ایسے ہوئے ہیں جن کی چار سے زیادہ شادیاں تھیں، چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں منقول ہے کہ ان کی سو بیویاں تھیں اور صحیح بخاری (ص:۴۹۵، ج:۱) میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سو یا ننانوے بیویاں تھیں۔ بعض روایات میں کم و

بیش تعداد بھی آئی ہے۔ فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے ان روایات میں تطبیق کی ہے اور وہب بن منبہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کے یہاں تین سو بیویاں اور سات سو کنیزیں تھیں۔ (فتح الباری ص:۳۶۰)

بائبل میں اس کے برعکس یہ ذکر کیا گیا ہے کہ: سلیمانؑ کی سات سو بیویاں اور تین سو کنیزیں تھیں۔ (۱-سلاطین:۱۱-۳)

ظاہر ہے کہ یہ حضرات ان تمام بیویوں کے حقوق ادا کرتے ہوں گے' اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نو ازواج مطہرات کے حقوق ادا کرنا ذرا بھی محل تعجب نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات کے بارے میں یہ نکتہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس جنتی مردوں کی طاقت عطا کی گئی تھی اور ہر جنتی کو سو آدمیوں کی طاقت عطا کی جائے گی...... اس حساب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں چار ہزار مردوں کی طاقت تھی۔ (فتح الباری ص:۳۷۸)

جب امت کے ہر مریل سے مریل آدمی کو چار تک شادیاں کرنے کی اجازت ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے' جن میں چار ہزار پہلوانوں کی طاقت ودیعت کی گئی تھی' کم از کم سولہ ہزار شادیوں کی اجازت ہونی چاہئے تھی۔

اس مسئلہ پر ایک دوسرے پہلو سے بھی غور کرنا چاہئے کہ ایک داعی اپنی دعوت مردوں کے حلقہ میں بلا تکلف پھیلا سکتا ہے' لیکن خواتین کے حلقہ میں براہ راست دعوت نہیں پھیلا سکتا' حق تعالیٰ شانہ نے اس کا یہ انتظام فرمایا ہے کہ ہر شخص کو چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے' جو جدید اصطلاح میں اس کی پرائیویٹ سیکریٹری کا کام دے سکیں اور خواتین کے حلقہ میں اس کی دعوت کو پھیلا سکیں...... جب ایک امتی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے یہ انتظام فرمایا ہے' تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو قیامت تک تمام انسانیت کے نبی اور ہادی و مرشد تھے' قیامت تک پوری انسانیت کی سعادت جن کے قدموں سے وابستہ کردی گئی تھی' اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت و رحمت سے امت کی خواتین کی اصلاح و تربیت کے لئے خصوصی انتظام فرمایا ہو تو اس پر ذرا بھی تعجب نہیں ہونا چاہئے' کیونکہ حکمت و ہدایت کا یہی تقاضا تھا۔

اس کے ساتھ یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوت وجلوت کی پوری زندگی کتاب ہدایت تھی' آپ کی جلوت کے افعال و اقوال کو نقل کرنے والے تو ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین موجود تھے' لیکن آپ کی خلوت وتنہائی کے حالات امہات المومنین کے سوا اور کون نقل کرسکتا تھا؟ حق تعالیٰ شانہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ان خفی اور پوشیدہ گوشوں کو نقل کرنے کے لئے متعدد ازواج مطہرات کا انتظام فرمادیا' جن کی بدولت سیرت طیبہ کے خفی سے خفی گوشے بھی امت کے سامنے آگئے اور آپ کی خلوت وجلوت کی پوری زندگی ایک کھلی کتاب بن گئی' جس کو ہر شخص ہر وقت ملاحظہ کرسکتا ہے۔

اگر غور کیا جائے تو کثرت ازواج اس لحاظ سے بھی معجزہ نبوت ہے کہ مختلف مزاج اور مختلف قبائل کی متعدد خواتین آپؐ کی نجی زندگی کا شب و روز مشاہدہ کرتی ہیں اور وہ بیک زبان آپؐ کے تقدس وطہارت' آپؐ کی خشیت وتقویٰ' آپؐ کے خلوص وللّٰہیت اور آپؐ کے پیغمبرانہ اخلاق و اعمال کی شہادت دیتی ہیں' اگر خدانخواستہ آپ کی نجی زندگی میں کوئی معمولی سا جھول اور کوئی ذرا سی بھی کجی ہوتی تو اتنی کثیر تعداد ازواج مطہراتؓ کی موجودگی میں وہ کبھی بھی مخفی نہیں رہ سکتی تھی۔ آپ کی نجی زندگی کی پاکیزگی کی یہ ایسی شہادت ہے جو بجائے خود دلیل صداقت اور معجزہ نبوت ہے......

یہاں بطور نمونہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ایک فقرہ نقل کرتا ہوں' جس سے نجی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس و طہارت اور پاکیزگی کا کچھ اندازہ ہوسکے گا' وہ فرماتی ہیں:

''میں نے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ستر نہیں دیکھا اور نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میرا ستر دیکھا۔''

کیا دنیا میں کوئی بیوی اپنے شوہر کے بارے میں یہ شہادت دے سکتی ہے کہ مدۃ العمر انہوں نے ایک دوسرے کا ستر نہیں دیکھا اور کیا اس اعلیٰ ترین اخلاق اور شرم وحیا

کا نبی کی ذات کے سوا کوئی نمونہ مل سکتا ہے؟ غور کیجئے! کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نجی زندگی کے ان ”خفی محاسن“ کو ازواج مطہراتؓ کے سوا کون نقل کرسکتا ہے؟“ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ص:۲۷۰ ج:۹)

۱۰:...... ”شریعت محمدی میں مرد اگر تین بار طلاق کا لفظ ادا کرکے ازدواجی بندھن سے فوری آزادی حاصل کرسکتا ہے تو اسی طرح عورت کیوں نہیں کرسکتی؟“

جواب:...... مرد اور عورت کو اللہ تعالیٰ نے مختلف صلاحیتوں سے نوازا ہے، چنانچہ جسمانی ساخت سے لے کر ذہنی اور فکری استعداد تک وہ ایک دوسرے سے مختلف ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے جسمانی و نفسیاتی پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کے فرائض اور ذمہ داریوں کو اسی حساب سے تقسیم فرمایا ہے، مثلاً خواتین جسمانی اعتبار سے کمزور اور نرم و نازک ہوتی ہیں، جبکہ مرد ان کے مقابلہ میں سخت جان اور محنت کش ہوتے ہیں، اس لئے شریعت مطہرہ اور اسلام نے خواتین کو بہت سی پُرمشقت ذمہ داریوں سے آزاد رکھا ہے، مثلاً: خواتین پر جمعہ نہیں، جماعت نہیں، جہاد نہیں، امامت نہیں، قیادت و سیادت نہیں اور کسب معاش نہیں، اسی فطری اور جسمانی ساخت کے اعتبار سے خواتین کو ماہواری آتی ہے، ان کو حمل ٹھہرتا ہے، وہ بچے جنتی ہیں، بچوں کو دودھ پلاتی ہیں، ان کی طبیعت میں مرد کی نسبت زیادہ متاثر ہونے کی استعداد و صلاحیت ہے، ان میں برداشت کا مادہ کم ہوتا ہے، ان کو غصہ بہت جلدی آتا ہے اور وہ اپنی فطری ضرورت کی تکمیل کی خاطر ماں باپ کا گھر چھوڑ کر اپنے شریک حیات کے ساتھ خوش و خرم زندگی گزارتی ہیں وغیرہ۔ اس لئے مرد کو قوام و حاکم اور عورت کو اس کے ماتحت اور دست نگر کا درجہ دیا گیا۔

اسلام نے ان کی انہیں فطری صلاحیتوں کے باعث ان پر کم سے کم بوجھ ڈالا ہے، چنانچہ اسلام نے خواتین کو کسب معاش کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا، بلکہ اسے گھر کی ملکہ بنایا، گھر کی چار دیواری کے معاملات اس کے سپرد فرمائے اور گھر کی چار دیواری کے باہر تمام امور مرد کے ذمہ قرار دیئے، کسب معاش مرد کی ذمہ داری ہے، خاتون کے نان نفقہ، لباس، پوشاک، علاج معالجہ اور سکونت و رہائش کا انتظام بھی مرد کے ذمہ قرار دیا، اور ان دونوں کو ایک دوسرے کے حقوق و ذمہ داریوں کی طرف متوجہ فرما کر فرمایا: ”ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف وللرجال علیھن درجۃ“ (البقرہ:۲۲۸) یعنی ان خواتین کے حقوق بھی اسی طرح ہیں، جس طرح ان پر مردوں کے حقوق ہیں، معروف طریقہ کے ساتھ، اور مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ کی فضیلت حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مرد کو ہنگامۂ دنیا و بازار، تجارت، معاش، قیادت و سیادت اور حکومت و امامت کا ذمہ دار بنایا تو خواتین کو گھر میں رہتے ہوئے انسانیت سازی کا کارخانہ حوالہ کیا، اور فرمایا گیا:

”اذا صلت خمسھا وصامت شھرھا واحصنت فرجھا واطاعت بعلھا فلتدخل من ای ابواب الجنۃ شاءت۔“ (مشکوٰۃ:۲۸۱)

یعنی عورت گھر میں رہ کر اپنے اللہ، رسول کے حقوق بجالائے، پانچ وقت کی نماز پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہوجائے۔

مگر یورپ کے مستشرقین کو عورت کا یہ اعزاز، عزت و عظمت اور سکون و اطمینان برداشت نہیں، انہوں نے عورت کے حقوق کی پاسداری اور علمبرداری کی آڑ میں اس کو گھر سے نکال کر ہنگامہ بازار میں لاکھڑا کیا، انہوں نے اس بے چاری سے اپنی فطری خواہشات تو پوری کیں، مگر اس کے نان نفقہ کی ذمہ داری سے جان چھڑانے کے لئے اسے بھی بازار و کارخانہ کی راہ دکھائی۔

چنانچہ انہوں نے اپنے انہی مذموم مقاصد کی تکمیل کی خاطر عورت کو یہ راہ سجھائی کہ جس طرح ہمارا دل بھر جاتا ہے اور ہم عورت کو ٹھوکر مار کر گھر سے نکال دیتے ہیں، اسی طرح اگر عورت کا دل بھر جائے تو وہ بھی اپنی مرضی سے کسی دوسرے مرد کی راہ دیکھے، دیکھا جائے تو اس ”خیر خواہی“ کے پیچھے بھی عورت دشمنی کا یہ راز ہے کہ کل کلاں عورت کے اس دھتکارے جانے پر ہمیں کوئی مورد الزام نہ ٹھہرائے اور ہم نت نئی خاتون کو اپنی خواہش اور ہوس کا نشانہ بناتے پھریں، اس سے اپنی جنسی ضرورت پوری کریں اور اسے چلتا کردیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج یورپ و امریکہ میں زنا کو نکاح پر ترجیح دی جاتی ہے، کیونکہ نکاح کرنے کی صورت میں عورت، مرد کی جائیداد کی حق دار ہوجاتی ہے، جبکہ زناکاری کی غرض سے ایک ساتھ رہنے میں مرد پر عورت کے کوئی حقوق نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ اس کی جائیداد میں حصہ دار ہوتی ہے، لہٰذا مرد جب چاہے اس کو دھکا دے کر فارغ کرسکتا ہے۔ کیا کبھی عورت کے حقوق کی دہائی دینے والوں نے عورت کے اس بدترین استحصال کے خلاف بھی آواز اٹھائی؟

جبکہ اسلام نے میاں بیوی کے نکاح کے بندھن کو زندگی بھر کا بندھن قرار دیا ہے، پھر چونکہ اندیشہ تھا کہ عورت اپنی فطری کمزوری، جلد بازی سے

اس بندھن کو توڑ کر دَر دَر کی ٹھوکریں نہ کھائے' اس لئے فرمایا کہ اس معاہدۂ نکاح کے فسخ کا حق مرد کے پاس ہی رہنا چاہئے' چنانچہ اس عقد کو باقی رکھنے کے لئے خصوصی ہدایات دی گئیں اور فرمایا گیا کہ اگر خدانخواستہ خواتین کی جانب سے ایسی کسی کی کوتاہی کا مرحلہ درپیش ہو تو مردوں کو اس عقد کے توڑنے میں جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے' بلکہ دونوں جانب کے بڑے بوڑھوں اور جانبین کے اکابر و بزرگوں کو بیچ میں ڈال کر اصلاح کی فکر کرنی چاہئے' چنانچہ فرمایا گیا:

"والتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا" ان اللہ کان علیاً کبیراً' و ان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکماً من اھلہ و حکماً من اھلھا ان یریدا اصلاحاً یوفق اللہ بینھما' ان اللہ کان علیماً خبیراً۔"

(النساء:۳۵)

ترجمہ:..... "اور جن کی بدخوئی کا ڈر ہو تم کو تو ان کو سمجھاؤ اور جدا کرو سونے میں اور مارو پھر اگر کہا مانیں تمہارا تو مت تلاش کرو ان پر راہ الزام کی' بے شک اللہ ہے سب سے اوپر بڑا' اور اگر تم ڈرو کہ وہ دونوں آپس میں ضد رکھتے ہیں' تو کھڑا کرو ایک منصف مرد والوں میں سے اور ایک منصف عورت والوں میں سے' اگر یہ دونوں چاہیں گے کہ صلح کرادیں تو اللہ موافقت کردے گا ان دونوں میں' بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔"

ہاں اگر ایسی صورت پیدا ہوجائے کہ عورت کا اس مرد کے ساتھ گزارا نہ ہوسکے یا شوہر ظلم و تشدد پر اتر آئے تو ایسی صورت میں عورت کو بھی حق حاصل ہے کہ وہ اسلامی عدالت یا اپنے خاندان کے بزرگوں کے ذریعہ اس ظالم سے گلوخلاصی کراسکتی ہے۔

اس ساری صورت حال کا جائزہ لیا جائے تو اندازا ہوگا کہ اس میں عورت کی عزت' عصمت اور عظمت کے تحفظ کو یقینی بنانا مقصود ہے' کیونکہ نکاح کے بعد مرد کا تو کچھ نہیں جاتا' البتہ عورت کے لئے کئی قسم کی مشکلات کھڑی ہوسکتی ہیں' مثلاً: خود اس کا اپنا بے سہارا ہوجانا' اس کے بچوں کی پرورش' تعلیم' تربیت' ان کے مستقبل اور اس کے خاندان کی عزت و ناموس کا معاملہ وغیرہ' ایسے بے شمار مسائل' اس بندھن کے ٹوٹنے سے کھڑے ہوسکتے ہیں' اور ان تمام مسائل سے براہ راست عورت ہی دوچار ہوتی ہے' اس لئے فرمایا گیا کہ عورت کو اس بندھن کے توڑنے کا اختیار نہ دیا جائے' تاکہ وہ ان مشکلات سے بچ جائے۔ بتلایا جائے کہ یہ عورت کی خیرخواہی ہے یا بدخواہی؟

مگر ناس ہو یورپ اور مستشرقین کی اندھی تقلید کا! کہ اس نے اپنے ذہنی غلاموں کو ایسا متاثر کیا کہ وہ ہر چیز کو ان کی عینک سے دیکھتے ہیں اور اسی زاویہ نگاہ سے اسلامی احکام پر نقد و تنقید کے نشتر چلاتے ہیں۔

بلاشبہ مرزائیوں کا یہ اعتراض بھی میرے خیال میں اپنے آقاؤں کی اندھی تقلید کا نتیجہ ہے' ورنہ شاید وہ بھی اپنی خواتین کو حق طلاق دینے کے روادار نہیں ہوں گے' اگر ایسا ہوتا تو ان کی عورتیں کب کی ان پر دوحرف بھیج کر جاچکی ہوتیں۔

آخر میں ہم خواتین کے حق طلاق کا مطالبہ کرنے والوں سے یہ بھی پوچھنا چاہیں گے کہ اگر آپ ہی کی طرح کا کوئی عقل مند کل کلاں یہ اعتراض کر بیٹھے کہ:

۱:..... اللہ میاں نے مردوں کی داڑھی بنائی ہے تو عورتوں کو اس سے کیوں محروم رکھا؟

۲:..... عورت اور مرد کے جنسی اعضا مختلف کیوں ہیں؟

۳:..... ہر دفعہ خواتین ہی بچے کیوں جنتی ہیں؟ مردوں کو اس سے مستثنیٰ کیوں رکھا گیا؟

۴:..... بچوں کو دودھ پلانے کی ذمہ داری عورت پر کیوں رکھی گئی؟

۵:..... عورت ہی کو حیض و نفاس کیوں آتا ہے؟

۶:..... حمل اور وضع حمل کی تکلیف مردوں کو کیوں نہیں دی گئی؟

تو بتلایا جائے کہ آپ ان سوالوں کا کیا جواب دیں گے؟ یہی ناں کہ یہ مردوں اور خواتین کی جسمانی ساخت اور فطری استعداد کا نتیجہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے جس کو جیسی صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں' اسی کے مطابق اس کے ساتھ معاملہ فرمایا ہے۔

بالکل اسی طرح خواتین کے حق طلاق کے مطالبہ کا بھی یہی جواب ہے کہ جس ذات نے عورت اور مرد کو پیدا فرمایا ہے' اس نے ان کی صلاحیتوں اور جسمانی ساخت کے پیش نظر ہر ایک کے فرائض بھی تقسیم فرمائے ہیں' اس لئے اگر مردوں کے بچے نہ جننے' حمل' وضع حمل' رضاعت اور ان کو حیض و نفاس نہ آنے پر قادیانیوں اور ان کے روحانی آباؤ اجداد یورپی مستشرقین کو کوئی اعتراض نہیں' تو مردوں کے حق طلاق پر انہیں کیونکر اعتراض ہے؟

(جاری ہے)

خبروں پر ایک نظر

ختم نبوت کانفرنس زڑہ میانہ

زڑہ میانہ (نامہ نگار) ختم نبوت کانفرنس کا سالانہ اجتماع عام جامعہ ضیاء العلوم میں زیر صدارت مولانا عبدالباقی شاہ منعقد ہوا' علاقہ کے ہزاروں شمع ختم نبوت کے پروانوں نے شرکت کی قراء حفاظ کی تلاوت اور ختم نبوت کے عنوان پر پشتو نعت اور نظم کے بعد مقامی علماء کرام کے علاوہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرؤف امیر مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد' مولانا محمد طیب مبلغ اسلام آباد' مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی امیر مجلس تحفظ ختم نبوت سرحد' مولانا نورالحق نور ناظم مجلس سرحد' مولانا صاحبزادہ بشیر احمد پیر سباق نے خطاب کرتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور کذاب مدعی نبوت آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی جہنم مکانی کے پیروکاروں کے کفریہ عقائد اور اس غیر مسلم اقلیت کی ارتدادی سرگرمیوں اور حکومت کی اس پر چشم پوشی پر سخت احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ حالات کا تقاضا ہے کہ علماء کرام' مشائخ عظام اور عام مسلمان خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالی سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ امیر مرکزیہ کی قیادت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے متحد ہوکر مثبت انداز میں مسلمانوں کے ایمانوں کو بچانے کا فریضہ ادا کریں اس سلسلہ میں مقررین نے عالمی مجلس کی اندرون ملک اور بیرون ملک تبلیغی سرگرمیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا زڑہ میانہ کی کانفرنس اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد عربی ﷺ کی نبوت آپ ﷺ کے دین اور شریعت اور نازل شدہ قرآن کو قیامت تک کے لئے ہدایت و نجات کا ذریعہ فرماتے ہوئے اس کی حفاظت کا اعلان فرمایا اور اس بات پر پوری امت کا اجماع ہے کہ قرآن الفاظ اور معانی دونوں کا نام ہے اور آج کے دور میں دینی مدارس اس کے قلعے اور چھاؤنیاں ہیں' جن میں الفاظ کی حفاظت کے لئے قراء و حفاظ اور معانی کی حفاظت کی خاطر مفسرین' محدثین اور علماء کرام تیار ہوکر حفاظت کا فرض ادا کررہے ہیں اور قیامت تک یہ فریضہ اسی طرح ادا ہوتا رہے گا' اس موقع پر اپنے اپنے خطاب میں مقررین نے مرزائیوں کی کتابوں سے ان کے کفریہ عقائد' اللہ تعالیٰ جل شانہ کے متعلق' انبیاء علیہم السلام کی شان اقدس میں گستاخیوں کے حوالے پیش کرتے ہوئے کہا کہ آنجہانی مرزا قادیانی اور اس امت کاذبہ کے ان ہی کفریہ خرافات پر علماء امت کی جدوجہد اور مسلمانوں کی مسلسل قربانیوں کے بعد پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ قرارداد کے ذریعہ آئینی طریقہ سے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے جملہ پیروکاروں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے ذریعہ ان کی ارتدادی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی گئی' جن کو اس مرتد گروہ نے عدالتوں میں چیلنج کیا' ابتدائی عدالتوں سے لے کر ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ کی اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں نے قادیانیوں کے کفر کو واضح کردیا ہے' آج اگر کوئی نشہ اقتدار یا اپنے غیر ملکی آقاؤں کے اشاروں پر اس قانون میں کسی بھی قسم کی تبدیلی کرنے کی جسارت کرے گا تو ہم مسلمان مقدس خون شہداء یمامہ اور شہداء تحاریک ختم نبوت تحفظ رسالت کے مقدس اور پاکیزہ سرخ خون کی قسم اٹھا کر اعلان کرتے ہیں کہ ہم سنت صدیق اکبرؓ کو زندہ کرتے ہوئے ناموس رسالت اور عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کریں گے' مال' جان' عزت و آبرو سب کچھ محمد عربی ﷺ کی عزت و ناموس پر قربان کرنے میں اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔ دوران تقاریر بار بار نعرۂ تکبیر اللہ اکبر' اور تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد' قادیانیت مردہ باد' قادیانی نواز مردہ باد سے گونجتی رہی ایک مقرر عالم دین نے جب یہ شعر پڑھا:

تمہیں خبر نہیں شاید کہ ختم نبوت کا چراغ
ہوائے تند کے باوصف جلتا رہتا ہے
صدارتوں وزارتوں پہ ناچنے والو!
وزارتوں' صدارتوں کا مقدر بدلتا رہتا ہے

تو جلسہ کا جوش و خروش قابل دید تھا' کانفرنس صبح آٹھ بجے شروع ہوکر ظہر دو بجے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالرؤف صاحب کے خطاب اور دعا پر اختتام پذیر ہوئی' مولانا محمد طیب کی اردو تقریر اور مولانا صاحبزادہ بشیر احمد اردو اور پشتو زبان کے مشترکہ خطاب کے علاوہ سارا پروگرام پشتو زبان میں ہوا' الحمدللہ! کانفرنس منتظمین کے حسن انتظام کے باعث علاقہ میں ہر طرح سے یہ اجلاس کامیاب ترین اجتماع تھا۔

ایک زائر حرم کی التجا

مولانا عطاء الرحمٰن عطا مفتاحی
(جامعہ حبیبیہ پورینی بھاگلپور بہار)

کس منہ سے کروں شکر ادا میرے خدایا — مجھ جیسے گنہگار کو بھی تو نے بلایا
بخشش نے تری بڑھ کے گلے مجھ کو لگایا — ڈوبا ہوا دلدل میں گناہوں کے جو پایا
میں بندۂ ناپاک خدایا ترا گھر پاک — بس پاک بنادے مجھے جب در پہ بلایا
میں ذرۂ ناچیز فر و مایۂ و ناداں — تو قادر و مختار و خطا بخش خدایا
بے مانگے مجھے تو نے عطا کی ہے یہ دولت — میرا کہاں یہ منہ کہ حرم دیکھوں خدایا
میں ایسا گنہگار کہ بس عیب سراپا — تو ایسا خطا پوش کہ ہر عیب چھپایا
میں نے تو شب و روز معاصی میں گزارے — تو ڈالے رہا مجھ پہ عنایات کا سایا
جاؤں تو میں کس منہ سے ترے در پہ الٰہی — افسوس کہ میں نے تو فقط شر ہی کمایا
بدکاری و نالائقی پہچان مری ہے — پونجی ہے یہی میری یہی میرا ہے مایا
تو نے تو محبت سے بلایا مرے مولیٰ — میں نے ہی گناہوں کو فقط دوست بنایا
لیکن مرے مولیٰ تو خداوند کرم ہے — اس کو بھی دیا تو نے تجھے جس نے بھلایا
تو نے جو عنایت کی نظر اپنی اٹھائی — شیطان صفت جو تھا ولی اس کو بنایا
بادل جو ذرا اٹھا ترے لطف و کرم کا — بندوں کے گناہوں کے پہاڑوں کو بہایا
بس ایک نظر ایسی ہی آقا مری جانب — میرے بھی ہر اک جرم کا جو کردے صفایا
نا اہل ہوں لائق تو نہیں فضل و کرم کے — پابند سبب تو بھی نہیں میرے خدایا
نا اہل کو تو چاہے اگر اہل بنادے — مفلس کو غنی کرتی ہیں تیری ہی عطایا
بخشش کو تری میرے گناہ ڈھونڈھ رہے ہیں — دکھلادے ذرا ایک جھلک اس کی خدایا
جب در پہ بلایا ہے تو اپنا ہی بنالے — پڑنے نہ دے اب مجھ پہ کسی جرم کا سایا
اللہ مری حاضری مقبول بھی کردے — جب تو نے کرم کرکے مجھے در پہ بلایا

مایوس نہیں ہے تری رحمت سے عطا بھی
جیسا بھی ہے بندہ تو ہے تیرا ہی خدایا

عقیدہ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموس رسالت اور فتنہ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف:

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔
- یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔
- تبلیغ و حمایت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔
- اندرون و بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔
- لاکھوں روپے کا لٹریچر عربی اردو انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کیے جاتے ہیں۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔
- چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالیشان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروف عمل ہیں۔
- ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔
- ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے کرتے ہیں۔
- اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔
- افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے [illegible] ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کی بیت المال کو مضبوط کریں۔

نوٹ: رقوم بھیجتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دیجئے

ترسیل زر کا پتہ

مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 061-4583846-061-4514122 فیکس: 0092-61-4542277
اکاؤنٹ نمبر UBL-3464 حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی
فون: 021-2780337 فیکس: 021-2780340
اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

اپیل کنندگان

شیخ المشائخ مولانا خواجہ خان محمد صاحب
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب
مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت